



میری نواں شوق ہے شورِ حرمِ دات میں
 غلغلہ ہلنے اداں مت کدہ صفاست میں
 خور و درخت ہیں اسیرِ سرے تخیلات میں
 مہری نگاہ سے حل شبی تخیلات میں
 گرچہ ہے میری جستجو در و حرم کی نفسِ سہ
 مہری بھاپ سے رستہ کعبہ و مہمانت میں
 گاہ مری نگاہ شیرِ حیرتِ دلی وجود
 گاہ الجھ کے رہ گئی سب توہمات میں
 تو نے یہ کیا غیب کہا مجھ کو بھی فانی کر دیا
 میں می تو ایک رازِ محاسبیہ کائنات میں

۔ تو سے سچیتے میں سے باقی ہیں ہے رازِ کائنات
 س کا تو مرا ساتی ہیں ہے

صمد سے ملے پیا سے کوہِ سہم

مکلی ہے یہ رراتی ہیں ہے

(۲)

اگر کج رویی اُسم، آسمان میرا سے یا مسیحا،
 مجھے فکرِ جہاں کیوں موحماں تیرا ہے یا مسیحا،
 اگر منکامہ ہائے توفیق سے ہے لامکاں حمالی
 خطائیں کی سنے یارب لامکاں تیرا ہے یا مسیحا،
 اُسے مسیح اہل انکار کی حرّاتِ مونی کیوں کر؟
 مجھے معلوم کیا؟ وہ رازِ دل میرا سے یا مسیحا،
 مجھ سے ترا جبریل بھی تیراں بھی مسیحا
 مگر یہ حربِ خیر میں تر حمال تیرا سے یا مسیحا،
 اہی کو کب کی تاملانی سے ہے تیرا حمال دوست
 رداں آدمِ حاکمِ ریاں تیرا سے یا مسیحا،

(۳)

گنبدِ مٹے تابِ دار کو آدر بھی تابِ دار کر
 پوشِ وحودِ شکار کر کلب و لطفِ شکار کر
 عشق بھی موحماں میں حس بھی رَحماں میں
 یا تو حردا شکار ہو، یا مجھے آ شکار کر

کوئے محیط لے کر اں میں مٹوں درہمی آب جو
 یا مجھے ہم کنار کر، یا مجھے لے کر رکر
 میں پڑوں صدق تو تیرے نامہ میرے گھر کی آرزو
 میں مٹوں حرف تو تو مجھے گویا سنا ہوا کر
 لعل لہو ہمارا اگر میرے نصیب میں نہ ہو
 اس دم ہم سو کر کو طائر ک ہمارا کر
 باغ بہت سے گلے حکیم سفر دیا تھا کیوں؟
 کار حیاں درار ہے اب مرا انتظار کر
 رو بہ حساب حب مرا پیش نہ دے عمل
 آپ بھی مہتر مسافر ہو مجھ کو بھی مہتر مسافر

دلوں کو مکر حب دوفا کر
 حرم کمریا سے آسا کر
 جسے مایہ میں بھٹی ہے ڈلے
 اُسے مار دئے حب درہمی عطا کر

ار کرے نہ کرے تُو نے مری سر باد
 میں تے داد کا طالب یہ سدہ آرزو
 یہ منت خاک ہے، یہ مصر یہ دعوتِ افلاک
 کرم ہے یا کسٹم تیری لذتِ ایجاد
 عطرِ مکارہ ہوئے چمن میں حیمہ گل
 یہی تے نسل بہاری، یہی تے بادِ مُراد
 تصورِ وارِ عرب الدیار توں لے کس
 ترا سراہہ فرستے نہ کر سکے آماد
 مری حفاطلی کو دعا میں دیتا ہے
 وہ دنتِ سادو دُودِ یترِ اچال لے میاد
 حنرِ لطیف کو سارِ گھر میں
 وہ تختہاں کہ جہاں گہات میں نہ موصاف
 تمامِ متوق تیرے قدسیوں کے بس کاہیں
 ابہیں کا کام ہے نہ جس کے حوصلے میں زیاد

حوالوں کو مری آؤ محتسب سے

بھیریاں شامیں بچوں کو بال بچہ

خدا ما آرزو مری بھی ہے

مرا نور نصیرت عام کر دے

(۵)

کسا عشق ایک زندگی مستعار کا

کسا عشق یا نڈار سے ماہانہ دار کا

وہ عشق جس کی شمع بجائے گل کی ٹھیک

اس میں مرا ہیں پیش و انتظار کا

مہری ساو کما سے امت و باب کس

تعلیم سے لے گل سے انجمن است ار کا

کر پہلے مجھ کو زندگی حادواں عطا

بھیر دوق و تروق دیکھ دِل لے قرار کا

کا مٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک رول ہو

یا رب وہ درو جس کی کسب اور مال ہو

بے

ریتاں مو کے میری خاک آہر دل میں جائے
 حو متکل اب سے ہاں میری تسکلیں میں جائے
 نہ کر دیں محکو محسوس ہوا، فردوس میں توریں
 مرا سویر دروں ہمار گزنی محفل نہ میں جائے
 کبھی چھوڑی وئی مہرل بھی یاد آتی ہے رانی کو
 کھٹک سی ہے تو سیسے میں غم مہرل میں جائے
 سایا عشق لے دیا ہے بایدا کراں عھسکو
 نہ میری حو نگہداری مرا ساجل نہ میں جائے
 کہیں اس عالم لے رنگ توں بھی ملک میری
 کوئی اسائے وہلاہ حاصل نہ میں جائے
 عروج آدم ماکے سے غم صبر سے خاتے نہیں
 کہ یہ ٹوٹا تو ہمارا مہر کمال نہ میں جائے

تریٰ بیا حماں مرع و مامی
 مریٰ مامساں صبح و صغامی

تری دُسا میں محکوم و محرور
 مری دسا میں تیری یا ساسی

(۷)

دگرگوں سے جہاں تاروں کی گردنیں میرے ساسی
 دل ہر درہ میں غوغائے دسا حریکے ساسی
 شایع دیں و داس لٹ گئی اللہ دانوں کی
 یہ کس کا دلہا کا عمرہ حوں در ہے ساسی
 دُہی دیر میرہ میاں اُڈھی ما محکمہ دل کی
 سلاح اس کا دُہی آپ نشاط انگیز کے ساسی
 حرم کے دل میں سو آدر و میدا نہیں چوٹا
 کہ مددائی تری ات تک حجابِ امیر سے ساسی
 نہ اُٹھتا پھر کوئی رہی غم کے لالہ داروں میں
 دُہی آپ دُغلِ ایراں دُہی تیرے سے ساسی
 نہیں سے ما امیدِ اقبال ایسی کست ویراں سے
 در اتم چو تو نہ مٹی ہست در حریے ساسی

فقیر راہ کو جتے گئے اسرارِ سلطانی
سامیری نوا کی دلالتِ یرویر پئے سائی

کرم تیرا کہ لے جو مرہیں میں

سلامِ طغرل و سحر بہیں میں

جہاں میں مری فطرت ہے آئیں
کسی تمثیل کا ساعر بہیں میں

(۸)

مٹا دیا مرے سائی لے عالم میں و تو
یلا کے محمد کو سے لا الہ الا ھو
ہ سے ہ متعرا ہ سائی ہ سورجنگ دراب
سکوت کوہِ دلِ جوئے و دلہ خود نور
گیائے میکدہ کی ستان لے بیاری و بیکھ
بہج کے چہمہ حیواں یہ توڑ مائے سو
مرا سوچہ سلیمت سے اس زمانے میں
کہ حلقہ میں خالی ہیں حویوں کے کد

میں نو مار پھول تھ سے محاب ہی اہلی
 کہ طل سے رٹھ کے سے میری لگاؤ سے تاؤ
 اگرچہ عکری موحوں میں سے تمام اس کا
 صفائے پاکئی طلب سے سے گہر کا وضو
 حمل تر میں گل و لالہ منس سے اس کے
 نگاہ ساعر رگیں لوانے ہے حسادو

کبھی آوارہ و لے جاماں عشق

کبھی شاہ شہاں و شہرواں عشق

کبھی مہداں میں آتا ہے لہ یوس
 کبھی عریاں سے تین دساں عشق

(۹)

لا بھراک مار و می مارہ و حاکاے ساقی

بائے آجائے مجھے مہرا مقام اے ساقی

تیں سو سال سے ہیں مہد کے میجائے مد

اب سامسا ہے قوالیں موحام اے ساقی

مری میائے عزل میں کتنی در اسی مائی
 یسوع کتنا ہے کہئے بہ نفس حرام اے سائی
 صیر مرد دل سے پٹوا میتہ تحقیقی ہستی
 رہ گئے مٹولی دھڑکے سلم اے سائی
 عشق کی بیع حشر دار اڑائی کس لے
 سلم کے مات میں حالی پے سا اے سائی
 صیہ رکس تو ہے موڑ کس میں حیات
 موہ رشتن تو میں مرگِ دوام اے سائی
 تو مری لاپ کو ہم سچے خیر دم نہ رکھ
 تھے بجائے میں پیے ماومت اے سائی

وہی اصل مکال و لامکال ہے

مکال کیا تھے سہ ادارہ مال سے

حشر کیو بکرتائے، کہا تائے
 اگر ماہی کبے دریا کہاں ہے

①

متاعِ لے بہا ہے درد و سوزِ آرد و سدی ✓
 مقامِ سدگی سے کرہ لولِ تنالِ حسدِ ادبی
 توبِ آردِ سد و دل کی نہ یہ دُہا نہ دُکھ دسا
 مہاں مرے کی پاسداری و مالِ حلیے کی پاسداری
 حجابِ اکسیر سے آوارہ کوئے تخت کو
 پیری بہ آئس کو کھڑکائی سے مری و میرِ پوری
 گدِ رادفات کر لیتا ہے یہ کوہِ وسایاں میں
 کہ تباہی کے لئے دولت بچے کہ آشیالِ سدی
 یہ فیصلِ نظرِ سما کہ مکنت کی کرہتِ غنی ✓
 سکھائے کس سے مہا نسل کو آدابِ فریدی
 نہایت گماہ الِ عزم و تمہت سے لحدِ میری ✓
 کہ خاکِ راہ کوئیں سے تپا یا راہِ لودی
 میری متا لگی کی کماہِ رتِ حسِ معنی کو
 کہ فطرتِ خود بخود کرنی ہے لائے کی حسدِ مکی

کھی تہائی و کوہ و میں جتنی،
 کھی سور و سرور اکھن جتنی
 کھی سرابہ محراب و مسر
 کھی مولا علی جیہر سکن جتنی

(۱۱)

تجھے یاد کیا ہمیں ہے مرے دل کا وہ ربابہ
 وہ آدب گر محنت اوہ نگہ کا تادیا نہ
 یہ تباہ عصر چاہر کہ سے ہن مڑے میں
 نہ ادا گئے کارا نہ نہ ترائی آدرا یہ
 ہمیں اس کھی فضا میں کوئی گوتہ فراغت
 یہ جمال عجب جہاں ہے نہ نفس نہ آبیہ
 رگ تہاں متھڑے تری ہارستیں کرم کی
 کہ علم کے تھے کندوں میں رہی مے معاہ
 مے ہم صبر اسے بھی اتو ہیا ر مہج
 ابیں کیا کر کے یہ لوائے سائنس نہ

مرے خاک و حوں سے تو نے یہ جمال کسے پیدا
 صلہ مستحیدہ کسے؟ توت و تاب حاد و اہ
 مری سدہ در ری سے مرے دل گد ریتے ہیں ✓
 نہ نغمہ سے دستوں کا نہ تسکاشت رہا نہ

عطا اسلاف کا حدبِ در ل کر
 منتر یک رمبو کا پتھر ٹوٹا کہ
 حرور کی گنتاں غلجھا چکا ہیں
 مرے مولا مجھے صاحبِ حوں کر

(۱۲)

صمیر لالہ میںے معلل سے پوئے اسیر
 استارہ پاتے ہی مونی لے تو لادی بر میر
 بچھائی لے حکمیں عشق لے لسا ط ایہی
 کسے اس لے فقیر دل کو وارث بر میر
 را لے ہیں استائے فلک بھی مرمودہ
 سہماں زہ پیا پیئے مجھ کو کہ ہوا بھی لوتخیر

کے حرے کہ مٹاؤں تو رہے کیا
 تری نگاہ کی گردن سے میری دستگیر
 یہ چپیں لٹ آؤ سحر گئی مجھ سے
 یہ کرنگہ سے لعائل کوالتعات امیر
 حرس دل سمجھیں کے موافق ہیں تے مژمحل
 نعلیے مرغ جس سے ہت لسا ڈاگر
 حدیث بے حلال ہے، تو ماہد لسا
 رہا نہ مالو نہ مارو تو با دماہ کثیر

یہ کہتے ہیں بے سبکھا لو الحس سے
 کہ حال مرنی میں مرگ مدل سے

جیک سورج میں کیا ماتی رہے گی
 اگرے رار مو ایسی کرے سے

دُہی میری کم نصیبی دُہی میری لے بیاری
 میرے کام کچھ نہ کیا یہ کمال لے بیاری
 میں کہاں موں کو کہاں ہے یہ نکال کہ نکال ہے
 یہ جہاں سا جہاں ہے کہ قری کر شہد باری
 اسی کشت میں گر رہی مری رہ گئی کی دہائی
 کسی سود و سار دوی کسی بیچ و تاب داری
 دیر یہ حور وہ شاہین کہ بلا نوکر محمول ہیں
 اسے کہا حُر کہ کیا ہے وہ رسم شاہ باری
 نہ رہاں کوئی منزل کی نہ رہاں سے صاحبز میں
 کوئی دیکھتا نہ دبوٹھی مویا کہ نہ ماری
 ہیں فقر و سلسلت میں کوئی اختیار اب
 یہ سہ کی تیج باری وہ نگہ کی تیج باری
 کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی مدگماں جسم سے
 کہ امیر کارہ ۱۲۱ ہیں غوٹے دل بزاری

سدا واقف ہیں نے یک و مد سے

طی سائی نے عالم ای مد سے

حد اعلیٰ سے تھے کیا ہو گیا سے

حرد میرا دل سے ہیں حرد سے

(۱۴)

ای جوں گا دہر آسماں سمجھا تھا میں

آب وصل کے کھیل کو ایسا سماں سمجھا تھا میں

بے حجابی سے تری نگاہوں کا طلسم

اک روائے سیلوں کو آسماں سمجھا تھا میں

کارواں تھک کر سساکے بیچ جسم میں رہ گیا

صبر و مہم و مشرق کو ہم سماں سمجھا تھا میں

عشق کی یک حسرت بے طے کر دیا قصہ تمام

اس میں آسماں کو لے کر آں سمجھا تھا میں

کیمہ گیش را در محبتہ دو سار پہائے سون

مختی حال وہ بھی جسے صراطِ حال سمجھا تھا میں

مٹی کسی در ماندہ سرد کی ہدائے دل پاک
حسن کتاوار رحیل کارواں سمجھا تھا میں

ہدائی استقامت شک و شک ہے

ہدایہ ہدائی و ہدایہ ہے

ولیکن مدگی استعانت

یہ در دسہ ہیں در و در سے

(۱۵)

اک دلت لورانی اک عاشق لورانی

سے دلت ربانی حیرت کی فراوانی

اس پیکر حاکمی میں اک تھے سے سہری

میرے لئے مشکل ہے اس تھے کی گہانی

ات کیا حوفاں میری بھی تھے ساروں تک ✓

تو لے ہی سکھائی مٹی مجھ کو یہ عمل حوالی

پولیس اگر مائل نہ کر اسے کہا حاصل

کیا نگی کو خوش آتی ہے آدم کی یہ لورانی

خود کو تو سکھادی تے اہر جگے رہ رہی تے
 اس دور کے کتا میں کیوں رکب مسلمان تے
 کھیر تسک قوت مائی تے اسی ا س میں
 ماداں جسے پکے میں تفت دیر کا زبانی
 تیرے بھی صم ملک میرے بھی صم جانے
 دوول کے صم جاکی دوول کے صم جانی

یہی آدم سے سلطان محروم کا
 کہوں کیا ماحرا اس لے نصرا کا
 نہ خود میں لے حد اسیں لے جہاں میں
 مہی تہہ کا تے تیرے ہنر کا

(۱۶)

یارب یہ جہاں گدراں جو تے لیکن
 کیوں جوارہ پی مروال صعا کش و بہر مند
 گو اس کی حدائی میں مباح کا مہی تے مانند
 دیا تو تھکتی ہے سرکشی کو خدا مدد

نہ تو رک گیا مجھے نہ ہی اہل حسد و را
 ادکست کل ولالہ نہ عتد نہ خرے چند
 نہ حابیر میں کیسا میں کہاں دے مٹے ٹکڑوں
 مسجد میں دھرا کیا ہے حر موعظہ دید
 احکام تیرے حق ہیں مگر اچھے مستر
 سناویل سے عزتیں کو سا سکتے ہیں یا نہ
 مردوں جو تیرا ہے کسی نے نہیں دیکھا
 امرنگ کا ہر قریہ سے مرد کس کی ہاند
 مدت سے سے آواز اٹھا کر مرا فکر
 کرے اسے آپ چاند کی مار طر میں نظر مد
 قطرات نے مجھے سچے ہیں جو ہر ملک و تہ
 حاکی ہوں مگر خاک سے دکھتا ہیں جو یہ
 درویشِ مست نہ سترتی ہے نہ سردی
 گھر میرا نہ ولی نہ صفا ہاں نہ صحت نہ

کہتا دل و سیات سمٹتا ہوں جسے حق
 نے اٹھ مسجدوں سے تہذیب کا فرد مد
 اپنے بھی حجاب سے نہیں میکا لے بھی ہاتھ
 میں سر لٹاؤں کو کبھی کہہ نہ سکا قند
 مشکل سے کرات مدد حق میں وقت اہل
 حاشاک کے ٹوٹے کو کے کوہ و ماد مد
 مول آتش سرود کے شعلوں میں بھی ہاتھ
 میں ہڈیوں میں ہل چپاں داہہ اسید
 پر شور لٹکا رہا روں کو تیں و کم آزار
 آواز و گرفتار دیتی کہہ و خود سہ
 مر خال میں میرا دل لے قید بے قلم
 کا چھینے کا چھینے سے کوئی دوق سکھ
 بچپن نہ سکا حضرت یر واں میں بھی اقبال
 کرتا کوئی اس مسدہ گنج کا کٹہ مد

ر ۔ ۔ ۔ ر

سیتا ۔ ۔ ۔

اعلیٰ حضرت شہیدِ مہمہ المومنین مادمشاہ گھاری رحمۃ اللہ علیہ کے طبع
 کم سے کم ۱۹۴۲ء میں بصیف کو حکیم سانی عروج کے مراد مقدس کی زیارت
 لیب ٹوٹی یہ چہدا کہ پرستیاں جس میں حکیم ہی کے ایک مشہور قسیدے
 کی ہر دی کی گئی تھے اس روضہ سعید کی ماوگاریں میرد عالم کے گئے۔

ما آرزوئے سانی و سطر آیدیم

سما سکتی ہیں یہاں فطرت جس کو سودا
 حلال محال حول تانہ ترا اندازہ سحر ا

حوس سے جس ظلم رنگ کو کوڑے جہیں

یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا میں سمجھا
 رنگ پیدا کرے قائل علی جس فطرت سے

کہ اسی طرح سے میگا رہ سکتا ہیں دیا

رقبات سلم و عرفاں میں غلامی سے سر کی

کہ وہ علاج کی سولی کو سمجھا سے رقیب ایسا

حاکم کے پاک مدد کو حکومت میں غامی میں

رد کوئی اگر محسوس رکھتی ہے تو استعفا

ہے کہ تعلیم کے حریف میرے مددگار کی

تس آساں عریضوں کو درگزر طواں اسی

مت دیکھے میں ہندو شری مہر کے سچے

یہاں مانی ہیں بیداروں کے رقیب

ہے ایراں سے مانی ہے کورڈاں میں تیسے مانی

وہ پیدے فقر محتاح کا پلاک فیض و کسراے

ہے ہی متحج حرم سے حویرا کر یح کھانا ہے

کلیں تو درویش ادب و چادر و سرا

ہے حصو حق میں سرا میں نے میری شکایت کی

یہ مبدہ وقت سے پہلے قیامت کرے را

ہاں کی کڑا خوب قیامت ہے یہ کیا کم ہے
 اگر وہ جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں
 اہل محبت تہذیب حاضر تھے کس سے
 محرم ساقی کے اعمول میں ہیں ہمارے
 دما سکا ہے اس کو دھندلے کی تیر دسویں
 بہت بڑے سرور میں ہے اسی کو سب کا داؤد
 اسی دنیا سے اٹھتی ہے یہ مروجہ حلالی
 ہنگاموں کے شمس جس سے پڑتے ہیں دھالا
 غلامی کاتے؟ دوق جس دہریائی سے محرمی
 جسے دیا کہیں آراد سے سے وہی دیا
 عمر دہ کر ہیں سب کے غلاموں کی نصیب پر
 کہ دوسا میں سب مردوں کی آنکھ سے حیا
 گویا ہے صاحب امرور جس سے یوں محرم
 دہانے کے سمندر سے نکالا گلاب فردا
 مے یہ سرور کا کم ساں کا ہے

مرگی سیتہ گر کے من سے پھیر ہو گئے یانی
 - مری انیسرے تیتے کو بھتی بھتی عارا
 ہے ہیں احد ہیں درخون میری لگات میں اتک
 مگر کیا علم کہ میری آتیں میں ہے ید میضا
 - وہ چنگاری جس دھماکے سے کس طرح دہکا
 ہے حق ہے کیا ہر میناں کے واسطے پیدا
 محنت حقیقتیں یہی محنت حقیقتیں وادی
 آتیں آتیں قلیرو کسری سے لے پروا
 عیب کیا گرمہ ویدیں مرے بھیر ہو جائیں
 کہ برقرار کیا ماب دوپلے لستم سرحد را
 وہ دالمے مسل حتم آٹل مرلائے کل جس سے
 عار راہ کو محتاف رہ وادی سیرا
 نگاہ عشق وستی میں وہی آدل وہی آحر
 وہی قراں وہی وراں وہی شین وہی ظاہر
 یہ شعر مرزا کا ہے جس میں ہر ایک لفظی کثیر کی ہے

سائی کے اوتے میں نے عوامی سہ کی درد
 انھی اس بحر میں مائی ہیں لاکھوں لاکھوں

۲۷

یہ کون عرب حلاں ہے پُر سود و شادان
 اندیشہ دانا کو کرتا ہے حوں آس
 گزرتی رکتا ہے انداز ملکات
 مایختہ ہے یردیری لے سلطنت یرد
 اب حجرہ مونی میں وہ فقر ہیں مائی
 حوں دل تیراں ہر حق فقر کی دستاویز
 اے حلقہ درویشاں وہ مرد حسد کیا
 ہر حق کے گریباں میں ہنگامہ دستاویز
 حوں کی گرمی سے شعلے کی طرح دُش
 حوں کی سرعت میں محلی سے زیادہ تیر
 کرتی ہے ملکیت آثارِ حوں پیدا

۱۲
اللہ کے قسریں تہمید ہو یا چمکیر
یوں دادِ حق مجھ کو دیتے ہیں عراق و پامیر
یہ کامرہدی ہے سے تیج و ماں جو عزیز

۲
وہ حُب رازِ کرم کو سمجھا گیا ہے جیوں
وہ مجھے جس حسدِ بلی سے تو کہوں
تارہ کیا مری تقدیر کا جیسے سے لگا
وہ خودِ راجی اٹلاک میں سے حمار و دیوں
حیات کیا ہے، خیال و نظر کی محدودی
خودی کی موت ہے ابدیت ہے گریاگوں
عجب مرا سے مجھے لذتِ خودی سے کر
وہ چاہتے ہیں کہ میں ایسے آب میں رہوں
نصیر پاک و نگاہِ مہر و مستی ستون
بر مال و دولتِ قادیوں ہے فکرِ اصلاح

شق بلا ہے یہ معراج خلیطے سے مجھے
 کہ عالم شریب کی زد میں ہے گردوں
 یہ کائنات اسی ماتم سے ہے تابد
 کہ آ رہی ہے دادم مدائے کئی ویکوں
 طراح آتش لدی کے سر میں ہے ترا
 تری خود یہ ہے غالب فریگیوں کا سر
 اسی کے نہیں سے میری نگاہ ہے دوس
 اسی کے نہیں سے سرے سویں ہے محوں

۴

عالم آب و خاک و مادہ ترعیں ہے تو کہ میں
 وہ حو لطر ہے ہاں باکن جہاں سے تو کہ میں
 وہ تہہ و دوسرہ دم کہتے ہیں وہ گہ سے
 اُس کی عمر سے تو کہ میں اس کی اداس سے تو کہ میں
 کس کی ہمد کے لئے تمام و سحر ہیں گرم میر

تائے بعد گار پر مار گراں ہے تو کہ میں
 ترک خاک وے نصیب کف خاک وے خود بگر
 کت و خود کے لئے آت روپوں سے تو کہ میں

مسند میں کیے گئے

تو اسی گند میں ہے قید تمام سے گند
 مصر و مجاہد سے گند ریاں دشمن سے گند
 حس کا عمل ہے عرس اس کی سراجھ اند ہے
 حمد و حیا سے گند، مادہ و عام سے گند
 گریہ ہے دل کتا ہت حس و رنگ کی مہد
 فائزک نہ مال دار و دام سے گند
 کردہ سنگ تیری سب، تجھ سے کتا و مرق و زہر
 تیج مال کی طرح عیس یام سے گند
 تیرا امام نے حسد، تیرا عباد سے سرور

ایسی ہمارے گدرا، اُسے امام سے گدرا

ایں دار ہے مرداں حسد کی دہشتی
 کہ مر اُل سے ہے اں کی دست دہشتی
 کے حر کہ پیسے ڈور جسکی کتے،
 فقیہ و مولیٰ دتا عر کی ماحرق ایسی
 لگا گرم کہ تیروں کے حس سے ہوش ارمائی
 نہ آہ مرد کہ سے گو مسدی و میتی
 طیبِ عشق سے دیکھا مجھے تو سردایا
 ترا میں ہے لفظ آدرو کی سے میتی
 دہتے کچھ اُس ہے کہتے ہیں خان یک ہے
 یہ رنگ دلم یہ لہو آب و ماں کی ہے میتی

بھیر حیراع لالہ سے دوش ہمارے کہ وہ دوش

مجھ کو بھیر بھون پہ آکھئے لگا مرے جس
 پھول میں صحرا میں یا بریاں قطار ابد قطار
 اندے آدے، پیلے پیلے، پیلے پیلے تیر ہیں
 رنگ گلی پر رکھ گئی قسم کا قوتی مادہ مسح
 اندہ چمکاتی ہے اس موتی کو مسح کی کرں
 جس سے یروا کر اپنی سے نقائی کے لئے
 ہوں اگر تہرؤں سے سربلے تو تہر اچھے کہوں
 ایسے من میں ڈوب کر یا حاسر لے رنگی
 تو اگر میرا ہیں متاں میں، ایسا تو میں آ
 میں کی دیا، میں کی دیا اسود و متی حد کے ترقی
 تہ کی دیا، تہ کی دیا اسود و سودا کرو میں
 میں کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر ساتی نہیں
 تہ کی دولت چھانڈ ہے آتا ہے جس قاتل ہے جس
 میں کی دیا میں نہ یا یا میں سے ارمی کا راج

میں کی دیا میں نہ دیکھے میں نے تیرے درہمیں
 یاں پانی کر گئی مجھ کو قلمدہ کی یہ بات
 تو تھکا احب میرے لگے نہ میں تیرا نہ تو

۸

کال میں لکھے تھے

ملاں کے لہ میں ہے سلیقہ دل باری کا
 مرآت حق عالمگیر ہے مرزاں عاری کا
 تسکایت ہے مجھے یارتِ خدا وداں کرتے
 سوتا ہیں بچوں کو لے لے ہے ہیں حکما ری کا
 { خدمت کے بحیثیتوں کا امداد رکھ دلا }
 کہیں لے ہاتھ کر ڈالا طریقہ شاہری کا
 قلمدہ خود حرفِ لا الہ الا اللہ ہی نہیں رکھا
 لقیہہ مہرِ قافا دل ہے دستِ لے مجاری کا
 خدمتِ مادہ و مبادیام آتی ہیں مجھ کو

رہ کر خارہ سنگاؤں سے تھا جیتا تیشہ باری کا
کہاں سے تو ہے اے اقبال کھی ہے یہ دولتی
کو چرچایا دستا ہوں میں ہے تیری بے یاری کا

۹

حق سے پیدا اوائے رنگی میں ریر دم
حق سے مٹی کی تصویریں میں سودم دم
آدمی کے ریتے ریشے میں مہا جاتا ہے حق
تاج کل پہ جس طرح ادھر گاہی کہیم
ایسے وارق کو نہ پہچاے تو محتاجِ ملک
اد یہچاے تو میں تیرے گدا دارا دم
دل کی آدای شہشاہی ہنکم ساماں موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا سکم
اے مسلمان ایسے دل سے یوچھتا ہے نہ یوچھی
موکیا اللہ کے سداوں سے کیوں حالی حرم

- دل سدا سے خالی ہے، مگر یادِ مہیں ہے
 پھر اس میں غم کیا کہ کُڑے اک مہیں ہے
 ہے دوقِ تھلی تھی اسی خاک میں بہیں
 خالی، تو برا صاحبِ ادراک مہیں ہے
 آکھ کہ ہے سُرْمہ افرنگ سے دوق
 یزید کا دس دن مار ہے اہمک مہیں ہے
 کیا سونی دُعا کو ہر میرے حوں کی
 ان کا سرواں بھی اھی چاک مہیں ہے
 کب تک ہے محکومیِ انجم میں مری ساک
 یائیں مہیں یا گردِ دس اہلاک مہیں ہے
 بھلی ہوں نظر کوہِ دیباں نہ ہے میری
 میرے لئے قباہاں جس دھاشاک مہیں ہے
 عالم ہے لعلِ مہوں حمار کی میرات

موتیں نہیں جو صاحبِ دلاک نہیں ہے

۱۱

ہر ارحوف ہو لیگی رماں ہو دل کی رقیق
 یہی رہا ہے اہل سے قلندروں کا طریق
 ہجوم کیوں ہے زیادہ ترابِ حاسے میں
 فقط یہ بات کہ میرِ معال ہے مردِ حلیق
 علاج صعب یقیناً ان سے ہو نہیں سکتا
 حویبِ لکڑیہ ہیں ولذی کے ہکتے ہائے دقیق
 مریدِ سادہ تو درود کے ہو گیا سائب
 خدا کرے کہ بے تیج کو بھی یہ توفیق
 اُسی ظلم کہن میں اسیر ہے آدم
 نعل میں اُس کی ہیں اٹک متاں عہدِ عشق
 مرے لئے تو ہے اقرار ما اللہاں بھی مہت
 ہر ارتکر کہ ملا ہیں صاحبِ قصدِ قیق

اگر ہو ملحق تو ہے کفر عسی مسلمان
 نہ ہو تو مرد مسلمان عسی کا فرد و بدلق

پوچھ اس سے کہ مقرر ہے طہارت کی گواہی
 تو صاحب منزل ہے کہ ٹھکا ہوا راہی
 کار ہے مسلمان تو نہ تاہی نہ فقیری
 مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی تاہی
 کار ہے تو تشریف کرتا ہے ہڈیا
 مومن ہے تو سے جمع بھی لڑتا ہے سیاہی
 کار ہے تو سے تابع تقدیر مسلمان
 دمس ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الہی
 میں سے تو کیا یردہ اسرار کو بھی پاک
 دریسہ ہے تیرا دمس کو دنگا ہی

(قرطہ میں لکھے گئے)

یہ حدیاں فرنگی دل و نظر کا حجاب
 بہت معریاں جلوہ ہائے پارسہ دکاب
 دل و نظر کا عیبِ سمجھال کر لے جا
 مہ و ستارہ ہیں بحرِ محمد میں گریہ اب
 جہاں موت و صدا میں سما مہیں بکسی
 لطیفہ ادلی ہے نعاں چنگ و ریاب
 سکھا دیئے ہیں اسے تیوہ ہائے عالمی
 یقیہ تہر کو مٹوئی لے کر دیا ہے حجاب
 وہ سحیہ روح رہیں جس سے کاپ ماتی تم
 اُسی کو آج تریتے ہیں مسر و محراب
 نسی رہ مصر و فلسطین میں وہ بواہیں لے
 دیا کھا جس لے بہادروں کو رختہ سیماب
 ہوائے قرطہ قائد یہ ہے اتر تیسرا

میری راہیں ہے سرورِ عہدِ کتاب

۱۳

دلِ میثارِ فردوسی ! دلِ میدارِ کراری
 مس آدم کے حق میں کیلئے دل کی بیداری
 دلِ میدارِ پیدا کر کہ دلِ حواسید ہے متک
 نہ تیری مر سہ کادی نہ میری مر سہ کادی
 نامِ تیرے ملتا ہے محراب میں سالاس کا
 مل دیکھیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تانادی
 آس ابدیت سے صفا آہ میں کرتا ہوں کسک
 کہ جمعِ رادے نہ لے جائیں تری قیمت کی چنگاری
 خداوند آیتِ تیرے ساتھ دلِ مدے کے صرغائیں
 کہ اردویتی بھی خیاری ہے مطلقانی بھی غیاری
 مجھے تہذیبِ حاضرے عطا کی ہے وہ آراوی
 کہ ظاہر نہیں تو آراوی ہے ماضی میں گرفتاری

تو اے مولائے تیرت آپ میری چارہ سادی کر
میری دانش ہے انرگی مرا ایماں ہے رناری

حدی کی تسوی و تندی میں کسرو مار نہیں
حو مار ہو بھی تو لے لذت یار نہیں
نگاہ عشق دل مدد کی تلاح میں ہے
تسکار مردہ سردار تہا ہمار نہیں
میری لڑا میں نہیں ہے ادائے محبونی
کہ مانگ سورسرا بیل دل دار نہیں
سوال سے نہ کروں ساتی و رنگت میں
کہ نہ طریقہ رنداں پاک مار نہیں
ہوئی نہ عا جہاں میں کبھی حکومت عشق
سب یہ سے کہ محبت راہ مار نہیں
اک اصحاب بیتل عبات ہو کہ حضور
میں خود کہوں تو میری داستاں دلاز نہیں
اگر ہو دوق تو صوت میں ٹیڑھ دودھ غم

معاں ہم سستی بے ولئے دار ہمیں

میر سیاه، ماسرا لکریاں، تیکتہ صف ۱
 آہ وہ تیریم کتنی تنہا، ہو کوئی ہدف ۱
 تیرے محیط میں کہیں گھر رہدگی ہیں ۱
 ڈھونڈ چکا میں موحش لوح، دیکھ چکا ہندسہ ۱
 حلق تہاں سے ہاتھ اکٹھا ایسی حودی میں ڈھل جا ۱
 نل و نکادہ در میں حوں جگر بہ کر بلف ۱
 کھل کے کیا میاں کروں ہر تمام مرگ و سستی ۱
 عشق ہے مرگ، مائتوف مرگ حیات ہے ترف ۱
 محبت پر روم سے مجھ یہ ہمایہ دار فاش ۱
 لاکھ حکیم سر عجیب، ایک کلمہ سر کعب ۱
 مثل حکیم، ہر اگر محسوس کہ آرا کوئی ۱
 اب بھی مدحت طور سے آئی ہے الگ لا تحف ۱

حیرہ کر کے مجھے جلوۂ دانتِ مرگ
مُڑ رہی میری آنکھ کا خاکِ مدیہ و محب

دُریب میں لکھے گئے

دستِانی ہوا میں گر تہِ مٹی نمِشتر کی تیری
رہ چھوٹے کچھ سے لہجہ میں جی آداں سحرِ حیرتی
کہیں سراپہِ محفلِ حقِ میری گرمِ گستاخی
کہیں سب کو بریاں کر گئی مہرِ کمِ آمیری
رہم کا۔ اگر مردِ در کے ہاتھ میں ہو پیر کیا
طریق کو کہیں میں بھی وہی حیلے میں یویری
حلالِ یادِ تہا ہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
عدا ہر دوں ریاست سے تُو رہ جاتی ہے چگری
سرا درویشِ الکرے میں تو کی یاد آتی ہے
وہی عورت، وہی عظمت، وہی تہاں دلاؤیری

یہ دیر کہیں کیا ہے، امانہ جس وجہ تاک
 مشکل ہے گدہ اس میں سے مالہ آئیں تاک
 بحیرہ تحت کا قتبہ نہیں طولانی
 قطب عرش پیکان آسودگی تراک
 کھویا گیا جو مطلب مستاد وہ ملت میں
 سُنجھے گمانہ لوح نمک میر گتہ ہواداک
 اک ترخ مسلمان، اک حدب مسلمان
 ہے حدب مسلمان تشرک الاطلاق
 اے دہرو دریاہ اے حدب مسلمان
 سے راہ عمل پیدا سے ساح لیتیں مہاک
 دریں ہیں تحت کی گستاخی و سے ماسکی
 ہر صوبت ہیں گستاخ ہر حدب ہیں میاک
 فاسق تو نہ بیٹھے گا محسوسوں میں میرا

یا ایسا گریہاں چاک یا دامن بیدل چاک

۱۹

کمال ترک نہیں آب و گل سے ہنحوری
کمال ترک ہے تسخیرِ حاکمی و لدی
میں ایسے فقر سے اے اہل ملتہ مار آیا
تمہارا فقر ہے بے دلتی و دیکوری
بے فقر کے لئے موزوں بے سلطنت کے لئے
وہ قوم جس نے گویا استعارہ تیردی
نئے بے ساقی ٹھہرتی تو اور بھی ایسا
عیار گرمیِ محبت ہے جو معدوری
حکیم و عارف و سونی تمام ست ظہور
کے حرکے تختی ہے عین مستوری
وہ ملتعت ہوں تو کج نفس بھی آلودی
بہ ہوں تو معصومین بھی تمام محسوری

نواہاں دنا آرمائے دیکھ اے
مرگِ دل کی حوائی حسد کی معموری

۲

عقل گو آستان سے درد نہیں	اس کی تقدیر میں حصول نہیں
دل بیاہی کر دے طلب	آنکھ کاوند دل کاوند نہیں
علم میں غی سرود ہے لیک	یہ وہ حست ہے جس میں خود نہیں
کیا غصہ ہے کہ اس رملے میں	ایک بھی صاحب سرود نہیں
اک حوٹ ہے کہ مانتو بھی ہے	اک حمل ہے کہ مانتو نہیں
بامردی ہے رنگی دل کی	آہ افسہ دل کہ باصور نہیں
بے حسدی ہے تیری بوت کا مار	رندہ ہر کو توئے حصول نہیں
ہر گہرے لب کہ توڑ دیا	تو ہی آمادہ طہر نہیں
ارنی میں غی کہہ دیا ہوں مگر	یہ حدیث کلیم طہر نہیں

۲۱

حدی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں

تو آب حواسے سمھا اگر تو خسارہ نہیں
 طہم گندہ گردن کو توڑ سکتے ہیں
 رباح کی یہ عمارت ہے لگ مارہ ہیں
 حودی میں ڈبتے ہیں پھر آخر ہی آتے ہیں
 مگر یہ حوصلہ مردانہ ہیج کارہ نہیں
 ترے مقام کو انہم شہس کیا حاسے
 کہ خاک رمدہ ہے تو تالہ ستارہ ہیں
 یہیں ہنس بھی ہے حد و حشر مل بھی ہے
 تری رنگہ میں انھی شرجی لٹا رہیں
 مرے حنوں سے ریلے کو حوت یہیاما
 وہ پیر ہیں مجھے بھتا کہ پارہ یارہ ہیں
 عصب ہے میں کرم میں کیل ہے فطرت
 کہ لعل باب میں آفتق تو سے شرارہ ہیں

یہ پیام لے گئی ہے مجھے بادِ صبح گواہی
 کہ حوری کہ مذہبوں کا ہے مقامِ بادشاہی
 تری رہ گئی اسی سے تری آرزو اسی سے
 جو رہی حوری تو تباہی اس رہی تو روٹیاہی
 روایاتِ سرل مجھے اُسے حکیم گوئے
 مجھے کیا گلاہر نگہ سے تو وہ نہیں رہا رہی
 ربِ عشقِ حق میں اچھی رہی تریب ہیں
 وہ گدہ کہ مانتے ہیں وہ قدیم کچھ کلاہی
 یہ صاف ہیں مارک جو تری بے جا ہو تو کر
 کہ لئے تو جوت رہا یہ طہریقی علقاہی
 تو ہا کاسے ترکاری اچھی ابتدا ہے تیری
 یہیں صحت سے عالی یہ جہاں ترش دہاہی
 تو عرب پر یا محسوس ہو ترا کا اللہ اِلا
 نعتِ عربِ حنک ترا دل رہے گواہی

تری نگاہ و مایہ ہاتھ ہے کٹاہ
 ترا گم کہ بحیلِ رملد کا ہے گناہ
 محلاتِ گھومت دیا اہلِ مدرسے ترا
 کہاں سے آئے مدد کا اللہ الا اللہ
 حودی میں گم ہے مدائی تلاح کر عامل
 یہی سے ترے لئے اب صلاح کار کی راہ
 حدیثِ دل کسی درویشِ بے کلیم سے بچھ
 خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ
 رہ رہ رہے تو عمرِ طہید پیدا کر
 یہاں فقط مرتا ہیں کے واسطے ہے گلاہ
 سے تارے کی گردنِ تاری اٹلاک
 حودی کی موت ہے تیرا حالِ نعمت و جاہ
 آغشا میں مدرسہ و عالماہ سے عساک

دردِ گلی اور محنت اور معرفت اور لگاؤ

حرد کے پاس حشر کے سوا کچھ اُند ہیں
 ترا علاجِ سطر کے سوا کچھ اُند ہیں
 ہر اک مقام سے آگے مقام ہے ترا
 حیاتِ دوقِ سر کے سوا کچھ اُند ہیں
 گراں بہا ہے تو حیطِ حودی سے ہے دور
 گہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اُند ہیں
 دگوں میں گردشِ حوں ہے گھر تو کیا حاصل
 حیاتِ سدِ حشر کے سوا کچھ اُند ہیں
 سڑسِ لالہِ ماسب ہیں ہے تجھ سے حیا
 کہیں نیمِ سحر کے سوا کچھ اُند ہیں
 جسے کساد سمجھتے ہیں تا حواںِ درگ
 وہ شے تارِ بہر کے سوا کچھ اُند ہیں

روا کریم ہے اقبال سے مالکی
مطلبے تعلقہ قمر کے سوا کچھ اندہ ہیں

لگا ہوا فقر میں تان سکھدی کیا ہے
حوا کی حوگدا ہو وہ قیصری کیا ہے
توں سے تجھ کو آمدن خدا سے دمدی
مجھے مانتا نہ ہی اند کا مری کیا ہے
ملک سے ان کو عطا کی ہے حوا کی کہ جہیں
حشر ہیں بدقصدہ رو رہی کیا ہے
فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
رہ ہو نگاہ میں ترحمی تو دلیری کیا ہے
اسی خط سے کتاب ملک ہے مجھ پر
کہ جانتا ہوں مال سکھدی کیا ہے
کے ہیں ہے تمنا سے مسوری لیگی

وردی کی موت ہو جس میں وہ مڑی کیا ہے
 حوت آگئی ہے جہاں کہ قلسدی سری
 وگرہ تعمر اکیائے، ساعری کیا ہے

۲۶

نہ تو رہیں کیئے ہے نہ آسماں کے لئے
 جہاں ہے ترے لئے تو ہیں جہاں کے لئے
 یہ عقل و دل ہیں تر و تعلق محنت کے
 وہ عہد جس کیئے ہے یہ بیتاں کیئے
 مقام بدو رس آہ و مالہ ہے یہ جس
 نہ پیر گل کیئے ہے نہ استیاں کیئے
 یہ گادادی و میل و مرآت میں کینک
 ترا سہیہ کہ ہے بحر میکراں کے لئے
 بہتاں راہ دکھاتے تھے حوتاں کو
 توں گئے ہیں کسی مرد راہ داں کے لئے

مدد، سحر، دل راز، حاکمِ یسود
 یہی ہے رُحتِ سحر، میرِ کارواں کیلئے
 دِوامی ماتِ حقِ اندیشہِ غم سے اُسے
 رُخِ حادیہ سے فقط ریبِ داتاں کیلئے
 مرے گلوں میں ہے اک لعلِ حشرِ آشوب
 سہماں کر کے رکھا ہے لامکاں کیلئے

تُو اُسے اسیرِ مکاں لامکاں سے دور نہیں
 وہ جلوہ گاہِ ترے خاکِ انا سے دور نہیں
 وہ مرعہ کہ تیم چراں نہیں حس میں
 مجھیں نہ ہو کہ ترے آتیاں سے دور نہیں
 یہ ہے علامۃِ علمِ قلیدی کہ حیات
 ددِ بگِ حشر ہے لیکن کماں سے دور نہیں
 دعا تری نہ و پروں سے ہے دعا لگے

دم اٹھا۔ مقام آسماں سے دُور ہیں
 کہے۔ راہما سے کہ چھوڑ دے مجھ کو
 یہ بات راہروکتہ داں سے دُور ہیں

یو دیس میں یکھے گئے
 حردے مجھ کو غطا کی نظر حکیمانہ
 بکھائی عشق سے مجھ کو حدیتِ ردارہ
 نہ بادہ ہے، نہ مرا جی، نہ دُورِ یمیاہ
 فقط بگاہ سے رنگیں ہے رسمِ جامہ
 مری دوائے یربتار کو تناظری نہ سمجھ
 کہ میں ہوں محرمِ رازِ دروں سے فائدہ
 گلی کو دیکھ کہ ہے قسہ لیمِ سحر
 اسی میں ہے مرے دل کا تمام اناہ
 کوئی تائے مجھے یہ عیاں ہے کہ حصار!

سب آتا ہیں یہاں ایک میں تہوں لگیا
 رنگ میں کوئی دل لودھی ٹھہر جاؤں
 مرے حوں کو سمجھالے اگر یہ دیرا
 مقام عقل سے آساں گد رگیا اقبال
 مقام ترقی میں کھویا گیا وہ دیرا

اطلاک سے آتا ہے مالوں کا حباب آہر
 کرتے ہیں خطاب آہر اٹھتے ہیں محاب آہر
 احوال محنت میں کچھ رقی بہیں ایسا
 سرور و تاب اول سرور و تاب آہر
 میں تجھ کو تاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے
 شمشیر و ساں اول، طاؤس و رباب آہر
 مے حانہ یورپ کے دستور بدلے ہیں
 لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں تراب آہر

کا دیدنہ مادر کیا تنوک تیردی
 ہر فاتے ہیں سب دفتر عرق مے مانا حر
 حلوٰت کی گھڑی گھڑی عورت کی گھڑی آبی
 تھپے کہے بھلی سے آغوش محابا آحر
 محاسنات متکل اس کیل معالی کا
 کہہ ڈالے قلندر سے اسرار کتا آحر

۳

ہر تے مسافر ہر حیر راہی کیا چاند تائے کا مرغ و باہی
 تو مرد میدان تو میرفت کر تویدی جھوڑی ترے یاہی
 کچھ قدر اپنی ٹوڑے نہ حانی یہ سے سواد دی یہ کم لگاہی
 دیلئے دون کی کت تک علامی یاد اہمی کر ما یاد ستاہی

پیر حرم کو دیکھا ہے میں سے

ایک زردار سے سوراگشتار واہی

۱ - - - ۱

ہر حیر ہے محو حمد مانی ہر دہ سہیہ کسریائی
 سے دوق نمود مدنگی موت تعمیر حودی میں ہے مدائی
 رانی رود حودی سے پرست یرت صف حودی سے رانی
 ہمارے آوارہ و کم آمیزہ تقدیر و خود ہے حدائی
 نہ بکھیلے پہر کا بددند چاند سے دار و یار آستمانی
 بتری تبدیل ہے ترا دل تو آپ ہے ایسی دوستانی
 اک تو ہے کہ حق ہے لی جہلیں باقی ہے نمود سییائی

ہیں عقدہ گتایہ حاد محرا
 کم کر گتہ رہے یائی

اعمار ہے کسی کا یا گردِ ستسِ رمانہ
 فوٹا ہے ایستیا میں سحر و مہیما
 تعمیر آستیاں سے میں سے یہ رار پایا
 اہل راکے حق میں کھلی ہے آستیاہ

یہ مدگی حسدائی، وہ مدگی گردائی
 یا مدہ حسد اس ماسدہ رہا
 غافل نہ ہو خودی سے کر ایسی پاسانی
 شاید کسی حرم کا تو صی ہے آستانہ
 اے کائنات کے دارت ماتی ہیں ہے تجھ میں
 گستاخ دلراہ، بگردار تباہراہ
 تیری بگاہ سے دل سیوں میں کایتے تھے
 کھریا گیا ہے تیرا جذب قلمداد
 راہ حرم سے شاید اقبال لے جبر ہے
 ہیں اس کی گفتگو کے امداد محراب

حرم مدوں سے کیا تو کھیلوں کہ میری اندکیا ہے
 کہیں اس فکر میں ہوتا ہوں میری ہتھکیا ہے
 خودی کو کر عدا آتا کہ ہر تقدیر سے پہلے

حرام سے خود تو بچھے تا تیری نہ کیا ہے
 مقام گنہ گار کیا ہے، مگر میں کیا کر ہوں
 یہی سوزِ لبس ہے اند میری کہ کیا کیا ہے
 نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں
 رہے چھلے ہمیشہ مجھ سے وہ چشمِ سر نہ کیا ہے
 اگر ہوتا وہ محض دُوبِ درجی اس زمانے میں
 ز اقبال ان کو بھٹاتا مقامِ کربا کیا ہے
 لئے صبح گاہی لے نگر حوں کر دیا میرا
 دیا اس خطا کی یہ سرا ہے وہ خطا کیا ہے

۲۴

حق بکھاتا ہے آدابِ خود آکا ہی
 کھلتے ہیں علایوں پر اسرارِ تسہت ہی
 عطار ہر، روشی ہر، لہدی ہر، سرائی ہر

نے حرمی کا مشہور محدث علی غلطہ حوا ہے قس و اذات کا صحیح اہلِ لہ کر
 رکھتا اور اس لئے آس کے ملبیہ انکسے لے سے عطار اتمہ یر ڈال دیا ۛ

کچھ ہاتھ نہیں آتا لے آہ محسوس گاہی
 دہندہ ہواں سے اُسے ہر سرورِ مہر
 کم کوئی تو ہیں لکھی سے بدق نہیں راہی
 لے طائرِ لاہوتی اس بدق سے موت اچھی
 حس بدق سے آتی ہو یاد میں کرتا ہی
 دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر ادنیٰ
 ہو جس کی قیسری میں لڑے ابد اللہیں
 آئیں حواں مرداں حق گوئی دے مکی
 اللہ کے پیروں کو آتی ہیں دوا ہی

مجھے آہ دغاں ہم تنہا کا پھر پیام آیا
 نغمہ لے رہو کہ تائید پھر کوئی مشکل تمام آیا
 درِ تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوب جاؤ عسی
 کہ اس حلقہ سے ہیں رکے تیس سے سام آیا

یہ مصرع لکھ دیا کس طرح ہے محراب مسجد پر
 یہ باداں گر گئے محدوں میں حدتِ قیام آیا
 بیل لے میری عزی کا تھاتا دیکھے فالے
 وہ محل اُٹھ گئی حرم تو مجھ تک سدھام آیا
 دیا اقبال سے ہمدی مسلمانوں کو سور آیا
 یہ اک مردِ آسں تھا آساں کے ہم آرا
 اسی اقبال کی میں جستجو کرتا رہا برسوں
 بڑی منت کے بعد آج وہ تہا ہیں ویرِ دم آیا

مہرِ طعیاں مستاتی تو ہیں رہتا ہیں ماتی
 کہ میری زندگی کیا ہے، یہی طعیاں مستاتی
 تجھے طرے لہا پر پے پے محو کرتی ہے
 اٹھی محل میں ہے تائید کوئی مدد آسا ماتی
 نہ آتے آج بھی تیرا پیشِ عیوب تک کھتی ہے

طلبِ مادی نہ ہر تیری تو پھر کیا تنکوہِ مانی
 ذکرِ ادرنگ کا اعادہ اس کی تاسا کی سے
 کہ کلی کے چراغوں سے اس حور کی تراقی
 دلوں میں دل لے آفاق گیری کے ہیں اٹھنے
 لگا ہوں میں اگر سیدہ ہر امدادِ آفاقی
 حراں میں بھی ک آستنائیاں میاں کی بدیں
 مری ممتاز تھی مدحِ شمس کی کم ابدانی
 اُلٹ جائیں گی تدبیریں، بدل جائیں گی تدبیریں
 حقیقت ہے، ۲۴ ہیں میرے تخیل کی نہ حلاقی

طہر کو مرد کے لُرد کو تو اپی حد کی کھو چکا ہے نازوں کی دعا ہے سیکرہ نریاں ہیں تیرے چم کی حلیوں	تحیرِ مقام رنگ و لہر کھوئی ہوئی تے کی حُسن کو تو بھی یہ مقام آندو کر چاک گل و لالہ کو رو کر
---	--

مے دوق نہیں اگرچہ طے
حواس سے نہ ہر سکا قد کر

۲۸

یہ بیراں کیا دھوم اے دہلے محمودی
سداں کی کہ وکاش کہے سیدوں کی سے لہی
یقین پیدا کر اے ملاں یقین سے ہاتھ آتی ہے
وہ دہشتی کہ جس کے ماتے مٹکتی ہے شعوری
کھنچ حیرت، کھنچ مستی، کھنچ آدھ سحر گاہی
مدتی ہے ہر اڑیں رنگ میرا دردِ ہمدردی
مد انداک ماہر ہیں باتیں حسنِ دوستی کی
مجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دُوری
تو ایسے حسن کی سستی سے ہیں محوِ مینائی
مری آنکھوں کی مینائی میں ہیں اساتِ مستودی
کوئی تقدیر کی مطلق تجھ سکتا نہیں دُور ۔

۔ تھے ترکاں عثمانی سے کم ترکاں تیموری
 بغیراں حرم کے ہاتھ اقبال آگیا کرکر
 ۔ مسر میر و سلطان کو نہیں تاہیں کاوری

تارہ بھر دانتِ فاسرے کی سحر قدیم
 گدراں عہد میں ممکن نہیں بے جوہر کلیم
 عقل عیار ہے سو محسوس مالتی ہے
 جس بچاؤ نہ کتا ہے، نہ راہ، نہ حکیم
 عین سرل ہے عریاں تحت یہ حرام
 سب ماسٹر ہیں، لظاہر نظر آتے ہیں مقیم
 ہے گراں سر عظم راحلہ دراد سے تو
 کہ وہ ددیا سے گدو سکتے ہیں ماسد مسیم
 مرد درویش کا سرمایہ ہے آلودی درگ
 ہے کسی اور کی خاطر یہ لعابِ دسم

تاروں سے لگے جہاں اُدھ بھی ہیں	اُدھ غس کے لہجہاں اُدھ بھی ہیں
ہتھ دہ لگی سے مہیں یہ سہائیں	یہاں سبکدوں کا رول اُدھ بھی ہیں
قامت نہ کر عالم رنگ و نور	جس اُدھ بھی آیتاں اُدھ بھی ہیں
اگر کھد گیا اک ستیہں تو کیا ظم	معات آہ و دعان اُدھ بھی ہیں
نوتا ہیں ہے پڑا ہے کلام میرا	ترے سامنے آہاں اُدھ بھی ہیں
اسی دور و شب میں ناخجہ کر رہا	کو تیرے دل میں کھل اُدھ بھی ہیں
لگے دل کہ تہا قہا میں اُدھ بھی ہیں	یہاں اُدھ بھی ہیں

۴۱

وہی ہیں لکھے گئے

دُھند رہا ہے مرگیش جہاں کا دام
 لائے تمام داسے تمنائے عام
 پیر حرم سے کہا جس کے میری وعدہ
 پختہ ہے میری دعاں اس لئے دل میں تمام

تمنا اُنکی گز کھیم میں اُنکی گو مہیں
 اس کو تقاضا دوا، محمد پہ تقاضا حرام
 گرچہ ہے اثلثے دار اہل نظر کی دعاں
 ہو مہیں سکتا کھی سیوہ رندار عام
 ملتہ مری میں دکرے کم دے سود و سار
 میں بھی رہا تشہ کام، تو بھی رہا تشہ کام
 عشق تری اہتا، عشق میری اہتا
 کر بھی اھی ماتم، اس سی اھی ماتم
 آہ کہ کدیا گیا کھ سے فقیری کا دار
 در ہے مال فقیر، سلطنت دوم دسام

حدودی ہر علم سے محکم تو غیرت حشر و
 اکبر، عشق سے محکم تو سرور اسرائیل
 دیاب دالت، حاضر سے حاضر ہوں میں

کہیں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثل میل
 قریب جودہ مرل ہے کادھاں دودہ
 زیادہ راحت مرل ہے تاپِ رحیل
 نظر نہیں تو مرے حلقہٴ مسح میں نہ میٹھ
 کہکتے ہائے حوی ہیں مثال تیج ایل
 مجھے وہ دس فرنگ آج یاد آتے ہیں
 کہاں مسور کی لبت کہاں محاب دلیل
 اہ حیری تھے اقدارِ اپنے قافلے سے تو

نہے لئے مرا متسللہ راقبیلہ ۱۱/۳

عریب و سادہ و رنگیں ہے دانتاں حرم
 مہانت اس کی حیث امتداسے اسماعیل

۴۲

مکتدوں میں کہیں رخائی ادکار بھی ہے
 خانقاہوں میں کہیں لبت اسرار بھی ہے

سرِ راہِ رونا دُور بھی ہے دُشوار بھی ہے
 کوئی اس قافلہ میں قافلہ سالار بھی ہے،
 بڑھ کے خیر سے ہے یہ معرکہ دین و دلی
 اس رماے میں کوئی حیدرِ کرا بھی ہے
 علم کی مسدیر سے مددِ مونس کیلئے
 لبتِ تروق بھی ہے، نعمتِ حیدر بھی ہے
 پیر سے جاہ یہ کہتا ہے کہ یوں مرگ
 سست میاں بھی ہے آئینہ دیوار بھی ہے

۴۴

حادثہ وہ بھی یزدادِ اہلک میں ہے
 ناکس اس کامرے آئینہ اہلک میں ہے
 نہ تلتے میں ہے اے گرتن اہلک میں ہے
 تری تقدیر مرے والد سے ناک میں ہے
 یا مری آہ میں کوئی سترِ رندہ نہیں

۱۹۷۷

یا دوا عم امی ترے جس وختاک میں ہے
 کیا محب میری دالائے محرکلا ہی سے
 ردہ ہو جائے وہ آتے آتے کڑی خاک میں ہے
 تڑپ لے گئی یہی خاک ظلمت و درد
 گرچہ اُلجھی ہر نئی تقدیر کے سچا خاک میں ہے

ہمارے حلقے سونی میں سود مشقاتی
 صاف ہائے کرامات ۱۱ گئے ماتی
 حجاب کو تک سلطان و عاتاہ فقیر
 نواں کہ تحت و مہکتے کمال ہدائی
 کرے گی مادہ محتر کو ترسار اک نہ
 کتاب سونی و سلا کی سادہ اقدائی
 نہ عیسیٰ و عربی و نہ ہندی نہ شامی
 سما سکا نہ در عالم میں مرد آفاقی

مئے ستارہ کی مستی تو ہو چکی لیکن
 کھٹک نہا ہے دلوں میں کرتسہ ساقی
 چمن میں تلخ لوائی مری گوارا کمر
 کہ دہر بھی کبھی کرتا ہے کایہ تریاتی
 عزیز تر ہے تراغ امر و سلطان سے
 وہ متعرس ہیں ہو بھلی کا سود و راقی

ہوا نہ رہے اس کے کوئی گریہاں پاک
 اگرچہ معریوں کا حوں بھی تھا چاک
 مئے لعل سے ممیر حیات سے پیر سود
 نصیب دردم یاروں یہ آب آتشاک
 عروج آدم حاکمی کے منظر ہیں تمام
 یہ کہکشاں، یہ سارے یہ میگن اہلاک
 یہی زمانہ حاضر کی کائنات ہے کیا ؟

دماغِ روتسِ دل تیرہ دنگے لے تاک
 تے لھر ہو تو یہ مائع دگاہ بھی ہے
 دگر یہ آگ ہے مومن جہاں جس دعا تاک
 رہاہِ عقل کو کھا ہوا ہے متعل راہ
 کے حرکہ حوں بھی ہے صاحبِ ادراک
 جہاں تمام ہے میراتِ مرد مومن کی
 میسر کھام پہ محنت ہے بکتہ لولاک

یوں ہاتھ مہیں آتا وہ گوہر یک واہ
 یک رنگی و آرا دی لے ہمتِ مردانہ
 یا سحر و طعل کا آئیں جہاں گیری
 یا مردِ قلندر کے امدادِ ملوکانہ
 یا حیرتِ فارانی یا تابِ دتِ بومی
 یا مسکرِ حکیمانہ، یا حدبِ کلیمانہ

یا عقل کی رومانی دیا عشق ید اللہ
 یا حملہ اور مچ، یا حملہ ترکا
 یا بسرخ مسلمان یا دیر کی درانی
 یا نصیرہ مستانہ، کعبہ ہو کہ تہا
 میری میں، فقیری میں، تابی میں، علانی میں
 کچھ کام نہیں مٹاے نجات دہانہ

۴۸

نہ تحت و تاج میں، لے لے کر ویاہ میں ہے
 حیات مرد و قلندر کی مارگاہ میں ہے
 قسم کہہ ہے جہاں اور مرد و حق ہے حیل
 یہ نکتہ وہ ہے کہ پرتیہ کالہ میں ہے
 وہی جہاں ہے ترا حں کو تو کرے یدیا
 یہ سنگ و سخت ہیں حترمی نگاہ میں ہے
 وہ دستارہ سے لگے تمام ہے حں کا

وہ مت خاک اچھی آد لگانا ہاں ہے
 حر ملی ہے ہدایاں محروم سے مجھے
 مرگ رہ گد سبیل لے یاہ میں ہے
 تلاتس اس کی صداوں میں کر نصیب آیا
 جہاں تارہ مری آہ صبح گاہ میں ہے
 قے کدہ کو عیبت سمجھو کہ مادہ تاب
 نہ مد سے میں سے مائی نہ حلقا ہ میں ہے

سلر تے نہ محتا مجھے اندلے حیا لاک
 رکھتی ہے مگر طاقت پر دار مری خاک
 وہ خاک کہ ہے حق کا حوں مستقل ادراک
 وہ خاک کہ حر بل کی ہے حق سے تیا خاک
 وہ خاک کہ یووائے لیشیں مہیں رکھتی
 جیتی مہیں یہاں سے جس سے حق حاتا ک

اس خاک کو اللہ سے بچتے ہیں وہ آسودہ
 کرتی ہے جھمک جن کی ساروں کو عرفا کا

۵

کریں گے اہل نظر تارہ ستیاں آباد
 مری نگاہ بہیں مٹے کوہ و لعل
 یہ بندہ یہ حواں، یہ سرور و رعنائی
 ابھیں کے دم سے ہے میحانہ مرگ آباد
 نہ فلسفی سے نہ فلاسفے سے عین مجھ کو
 نہ دل کی موت وہ اب لیتے دلہن کا فاد
 یقینہ تہر کی تحقیر کیا بحال مری
 لکھ یہ بات کہیں ڈھونڈتا، دل کی کتاب
 حیرت دیکھتے ہیں دنیا میں بے خبرت و بیاد
 خدا کی دیں ہے سرمایہ علم مراد
 کئے ہیں فاسق و مود و لعلی ہیں سے

کہ فکرِ مدرسہ و حلقہ ہر آزاد
 دہی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ رہے کاسم
 عصا نہ ہو تو کلیبی ہے کار سے میاد

کی حق سے درستیوں سے اقبال کی قیادی
 گنجائش ہے کرتا ہے طعنت کی حسامدی
 جاکی ہے مگر اس کے انداز میں اہل کی
 رومی ہے رہتا ہی ہے کما حقہ ہر قادی
 سکھائی درستیوں کو آدم کی تربیت اس نے
 آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی

جیتا ہے رومی ہر اسے ماری	لے ہرہ ماتی نہ مہرہ ماری
تتا ہی مہیں ہے ستہ ماری	دو تر ہے قامِ حمتیہ اشک
تو بھی بھادی، میں بھی بھادی	دل ہے مسلمان مرا نہ تیرا

مانتا ہوں احماء اس کا جس معرکے میں ملتا ہو عاری
 ابھی تیریں، تار ہی تیری حرفِ محنت ترک کی نہ تار ہی
 کایتہ عارا تراشی کا بہ علیلاں سارا گلدی
 تو رہدلی ہے پائیدگی ہے
 باقی ہے سو کچھ سب خاکداری

گرم رجاں ہے عری آفت کہ گیا حاصل
 دائے وہ دہرو کہ ہے مستطیر حاصل
 پری طہیت ہے اند تیرا زمانہ ہے اند
 پیرے موافق ہیں حلقہی مسلم
 دل ہو علاء حسد یا کہ اہم حسد
 مالک رہ ہرستیار محنت ہے یہ مرحلہ
 اس کی جودی ہے اسی تمام و بحر میں ایسر
 گردن دوران کا ہے جس کی رجاں پر نگہ

تیرے نص سے ہر نئی آفت حل ہر تیر
مُرعِ یمن سے یہی تیری لہا کا بدلہ

۵۴

مرا مہ سے ہڑے رندہ سادف دعا
ویا ہے میں لے اہیں دوق آفتن آسانی
حرم کے پاس کوئی انجی ہے درمہ سج
کہ تار تار ہڈے حامہ ہائے احمد امی
حقیقت امدی ہے مقام ستیری
بدلتے رستے ہیں امداد کوئی وقامی
مجھے یہ ڈھ ہے تقاریر میں بختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی حامی
عجب ہیں کہ مسلمان کو پھر عطا کر دیں
تکوہ سحر و سیر عسید و سطا می
قائے سلم و تہر لطف حامی ہے وہ

تری نگاہ میں غمتی میری ماحولِ مدامی

ہر اک تمام سے آگے گدگیا مہ نہ
کمال کس کو میسر ہوا ہے بے تنگ و دو
لغس کے دور سے وہ عیجہ وا ہوا بھی تو کیا
جے عیب نہیں آفتاب کا یرتو
نگاہ یا کہ ہے تری نو یا کہ ہے دل بھی
کہ دل کو حق سے کیا ہے نگاہ کا یرتو
میب سکا نہ جیا ماں میں لائے دل سوز
کہ مار گار مہیں یہ جہاں گد م و خد
یہ ہے نہ ایک غوری کے معکے ماتی
ہمیت تارہ دیزل ہے نعمت سرو

کدوہ ماں سحر و شام میں اُسے صاحب ہوتی

اک جہاں اُدھی ہے خن میں فردا ہے نہ دوش
 کس کو معلوم ہے ہنگامہ فردا کا مقام
 سود و محنت و میحانہ ہیں مدت سے غم و
 میں سے یا یہ ہے اسے اسکا سحر گاہی ہیں
 حس در مات فانی ہے ملک کی آغوش
 می تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں
 چہرہ دوش ہو تو کیا حاجت گلگدہ فردی
 صاحب مار کو لارم ہے کہ حامل نہ ہے
 گلے گلے ملط آہنگ بھی ہوتا ہے حوش

تما جہاں دوسرے ستیری و تہتا ہی
 آج اس حال قہول میں ہے فقط روباہی
 نظر آئی نہ مجھے قابلہ سالادوں میں
 وہ ستانی کہ ہے تہذیبِ کلیم الہی

لڑتے تھے کہاں مرے خوش الحان کیلئے
 آہ اس مانع میں کرتا ہے نصیر کوتاہی
 ایک مرستی و حیرت ہے سراپا تار ایک
 ایک مرستی و حیرت ہے تمام آگاہی
 صفتِ برق چمکتا ہے مرا مکر و مہر
 کہ ٹھٹھکتے یہ بخیریں ظلمت تن میں ماہی

ہے یاد مجھے بکتے سماں خوش آہنگ
 دیا مہیں مرداںِ حاکش کئے تنگ
 پتے کا حکر چاہیے تاہیں کا تحس
 می سکتے ہیں سے روتی دانت و درنگ
 کر بٹل و لٹاؤں کی تقلید سے توبہ
 نکل قسط آدا ہے، طلاؤں قسط رنگ

یہ لہان مسدود سماں عروسی معذہ ہمدردانی تامل و حوالا اُڑاں یہ یہ لہا

فقر کے ہیں مخرات تاج و سر پر ویاہ
 فقر ہے میروں کا میز فقر ہے تاہوں کا تاہ
 علم کا مقصد ہے پاکی عقل و سرور
 فقر کا مقصد ہے علت قلب و نگاہ
 علم یقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
 علم ہے حویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
 فقر مقام لطا، علم مقام جبرہ
 فقر میں مستی تو اب، علم میں مستی گماہ
 علم کا موجد، اُرد، فقر کا موجد، اُرد
 اسجدات لا الہ استجدات لا الہ
 چڑھتی ہے حب فقر کی ماں یہ تیغِ حدی
 ایک یا ہی کی سرب کرتی ہے کارِ یاہ
 دل اگر اس خاک میں رہدہ و سیدار ہو
 میری نگہ توڑے آیتِ مہرِ راہ

کمالِ حوصلہ میں رہا میں گرمِ طواغ
 خدا کا سحرِ سلامت رہا حرمِ کاعلاف
 یہ اتفاقِ ملکِ ہر مومنون کے لئے
 کہ یکِ رماں ہیں فقیہانِ بہرِ مرے حلاف
 ترویج رہا ہے فلاحوں مابینِ محصور
 اہل سے اہلِ حود کا مقام ہے اعتراف
 پتے صمیر پہ جب تک نہ ہو رولِ کتاب
 گرہِ کتب ہے نہ راری نہ صاحبِ کتاب
 سرودِ دہد میں بایا نڈار ہے دوسرے
 مئے فرنگ کا تہِ حرمِ بھی نہیں بامافی

استور دہد میں وجود کا معاملہ ہے عجیب
 مقامِ رتوق میں ہیں اسٹل و لطر کے رقیب

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
 مرنے لٹری میں نا لکھ گیا ہے حلیہ
 اگرچہ میرے نہیں کا کر دیا ہے طواف
 مری قوا میں مہیں طائر میں کا نصیب
 نما ہے من سے محسوس ہے ترک عثمانی
 سائے کوں لے اقبال کا یہ شعر عرب
 سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم حواریا
 سائے محسوس کے نہیں سے ہیں ریاض قریب

وہ دہم دم ماحول
 کلیا کی ادا سفاکراہ

شرک سے مراد پیراں چاک
 مہیں اہل حول کا یہ رمانہ

ظلامِ عید میں کھو کر سچل جا
 رُوبِ مایہِ سچ کھا کھا کر بدل جا

تہیں ساحلِ تری قیمت میں اُٹے مَرح
 اٹھ کر جس طرف چاہے نکل جا

مکانی ہوں کہ آزاد مکان ہوں؟
 جہاں میں ہوں کہ جہاں اچھا ہوں

۷۷ ایسی لامکانی میں رہی مست
 مجھے اُساتا دیں میں کہاں ہوں

یرتیاں کا دہانہ آستہائی
 یرتیاں تڑ مری رہیں لوائی

کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لہجہِ دل
 حقِ آتا ہے کبھی سدھِ دانی

حدی کی حلوں میں گم نہایں
حد کے سلسلے گویا نہ بچائیں

نہ دیکھا آٹھ اٹھا کر حلوہ دوست
قیامت میں تھمتاں گیاں

یقین مسئل حلیل آتش نشینی
یقین اللہ سی خود گرمی

سے تہذیب حاضر کے گرفتار
علامی سے مہر ہے لے لٹیری

عز کے سور میں مار عجم ہے
حرم کا دار تو حمد اُمم ہے

نہی وحدت سے ہے اندیشہ غریب
کہ تہذیب فرگی لے حرم ہے

ہر اک درہ میں ہے تاندیکیں دل
اسی طوت میں ہے طوت پیش دل

ایسے روت و مردا ہے ولسک
علام گردش دوراں مہیں دل

کئی دیکھے تو مری سے اداری
لحس ہمدی انتقام لعمہ تادی

بگہ آلودہ انداز السرگ
طسیت عرری قسیت ایاری

ترا اندیشہ اعلانی مہیں ہے
ترہ یادار لولاکی مہیں ہے

یہ مانا اصل تا ہی ہے تیری
تری آنکھوں میں یساک مہیں ہے

یہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
وہاں مونی گئی نہ ستم مہمیری

ہدا سے بھڑکی قلت نظر ہنگ
مہیں ممکن امیری سے فقیری

تنگہ المھی ہوئی ہے رنگ ٹوہ
تہر دکھوئی ہوئی ہے چار سو میں

یہ جھڈے دل جان صبح گاہی
اماں تانڈے لے اللہ میں

حوی کی سوتوں میں معطائی
حوی کی سوتوں میں کہرائی

دیں و آسمان دکرسی و عرس
حوی کی رو میں ہے عاری حدائی

مجالِ عشقِ مستی سے لڑی
مجالِ عشقِ مستی سے یادِ

مجالِ عشقِ مستی طقسِ حیدر
مجالِ عشقِ مستی حوبِ رازی

یہ میرا روقِ محفل کہاں ہے،
ری کلی مرا حال کہاں ہے،

مقامِ اس کا ہے دل کی ملکوتوں میں
مقامِ دل کہاں ہے

نئے سے میں دم بے دل نہیں ہے
راؤمِ گرمیِ محفل نہیں ہے

گدرا عقل سے آگے کہ نہ
جیراعِ راہ ہے سرِ نہیں ہے

سوادِ ناقہ و خمل مہیں میں
لٹاں حادہ ہوں مہل مہیں میں

مری تقدیر ہے حاشاکِ ممدی
فقط بجلی ہوں میں حاصل مہیں میں

تراحوہر ہے لدی یک ہے تُو
روحِ بیدہ افلاک سے تُو

ترے صید و ہوا ہر تہہ تُو
کہ تاہیں تہہ لولاک ہے تُو

محنت کا حصول ماتی مہیں ہے
مسلمانوں میں حوں ماتی مہیں ہے

تسکینِ دلِ ریتیں سجدےِ روق
کہ حدِ اندل ماتی مہیں ہے

میں میں رخت گلِ تنم ہے تھے

میں ہے سر ہے ادہ مکر ہے

مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں رہتا
یہاں کا لالہ لے سو مگر ہے

روئی کے دور سے دیا پہ چھا جا

بامِ رنگِ دو کو کا را پا جا

رنگِ مکر ساحلِ استعارہ

کب ساحل سے دہاں کھینچتا جا

و سے داہر و دتس نصربے

یکلے چرخِ رنگِ گدی ہے

دوئوں جاہِ ہنگامے میں کی کب

چرخِ رنگِ گدی کو کیا حشر ہے

دعا

(مسد قرطہ میں لکھی گئی)

ہے ہی میری نماز ہے ہی میرا رستہ
 میری نواؤں میں ہے میرے فکر کا بہرہ
 صبرِ اہل معاملہ و حضور و سرور
 مرحوش و پُرسور ہے لالہ لب آب حور
 راہِ محنت میں ہے کون کسی کا رفیق
 مائدہ مرے رہ گئی اک میری آرزو
 میرا تیں ہیں درگاہِ میہ و دربر
 میرا تیں ہی تو شامِ سیرِ عی کر
 تجھ سے گریاں مرا مصلحِ صبحِ شہر
 تجھ سے مرے میں آتشِ اللہ
 تجھ سے ہی سبکی سروت و داد

کڑی مری آبد تو ہی مری جستجو
 پاس لگرتو ہیں سہرے ویاں تم
 ترے تہ آنا میں آخرے ہوئے کلاں وک
 پیر وہ تراب کہیں مجھ کو عطا کر کہ میں
 ڈھونڈ رہا ہوں اسے تڑکے جام و سو
 حتم کریم ساقا دیر سے ہن مستطہ
 حلوتیوں کے سو، حلوتیوں کے کد
 تری صدائی سے ہے مرے حوں کو بگد
 ایسے لئے لامکاں میسے لئے چار سو
 فلسفہ و تنعیر کی اور حقیقت ہے کیا
 حوں تمنا جسے کہہ نہ سکیں زور و

علم ہاں لسم صبح دم ہے
 کاسے ریشہ مسی میں لم ہے

اگر کوئی متیبت آئے ہو
تو سنی سے کلمی دو قدم۔

مسجد قرطبہ

دہ پایہ کی سر میں پانچویں قرطبہ میں لکھی گئی

سلسلہ دور و شب لعل گر حادثات

سلسلہ دور و شب اصل حیات دمات

سلسلہ دور و شب تار حریر دو رنگ

حسن سے ساقی ہے دات اپنی قلمے معات

سلسلہ دور و شب سار امل کی دعاں

حسن سے دکھاتی ہے دات ریر و لم ممکنات

نغمہ کو برکت سے یہ مجھ کو پرکتا ہے یہ

سلسلہ دور و شب تیسری کامات

تو ہر اگر کم بیار میں ہوں اگر کم عیار

موت ہے تیری رات موت ہے میری رات
 تیرے تن و رود کی اندِ حقیقت ہے کیا
 ایک راسے کی روح میں نہ وہ ہے نہ رات
 آبی و مانی تمام مجھ پر آئے ہنس
 کار جہاں تے تات، کار جہاں تے تات
 اول و آخر میں، ماضی و طاہر میں
 نقش کہیں ہو کہ دو سر ل آج میں

ہے مگر اس نقش میں رنگ تات دوام
 جس کو کیا ہو کسی مرد خدا سے ہم
 مرد خدا کا عمل عشق سے صاحبِ موع
 عشق ہے اصلِ حیاتِ ملت ہے اسیرِ حرام
 تند و تنگ میر ہے گر یہ راسے کی رو
 عشق جو اک سیل ہے سیل کو لیتا ہے تمام
 عشق کی تقدیم میں غمِ رونا کے سوا

اندر دلے میں صحن ہیں جس کا نہیں کوئی نام
 عشق دم حسرتیں، عشق دلِ مضطرب
 عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام
 عشق کی مستی سے ہے پیکر گلِ تاماں
 عشق ہے مہلے ماں، عشق ہے کمرِ اکرام
 عشق فیضِ حرم، عشق امیرِ حرم
 عشق ہے اس السیل اس کے ہر اڑن مقام
 عشق کے مہراں کے لئے تارِ حیات
 عشق سے نورِ حیات، عشق سے تارِ حیات
 اے حرمِ قرطبہ عشق سے تیرا وجود
 عشق ہر ایامِ حرم میں نہیں رت و نقد
 رنگِ ہریاقت و لگ چگ ہریاقت و رت
 معرہ کی ہے خونِ حرم سے سودا
 عطرہ حرمِ حرم کی کو مانتا ہے دل

حوں فکر سے جدا مدد و مرد و مرد
 میری لصال دل مرد میری لہا مہیہ سعد
 بخت سے دلوں کا حصہ مجھ سے دلوں کی کشاد
 عشق مٹانے سے کم سستہ آدم ہیں
 گرچہ کعب خاک کی حد ہے سپہر کبود
 پیکر توری کو ہے سعدہ میسر زد کیا
 اس کو میسر نہیں سود و گدا و سحود

کائنات ہی تہوں میں دیکھ میرا دوق و تروق
 دل میں سلواۃ و وعدہ الہیہ سلواۃ و مردود

تروق میری لئے میں ہے تروق میری لئے میں ہے
 بعد الشدھو میرے دگ و ہئے میں ہے
 تیرا حلال و حمال مرد سعدا کی دلیل
 وہ بھی حلیل و جمل، کر بھی حلیل و عمیل
 مری ما یا یسید ار تیرے ستوں کے شمار

نام کے صحرائیں دے جیسے ہجومِ بحیل
 بترے حدودِ آبیہ و لوتی ایس کا قور
 تیرا مارِ لب، حلوہ گہ حیدرِ حیل
 مٹ نہیں گئی کبھی ہر مسلمان کہ ہے
 اس کی اداہوں سے ماتِ سرِ کیم و حیل
 اس کی رہیں بے حدود اس کا آقے قور
 اس کے سید کی روح و حلہ و درتوب و حیل
 اس کے رٹے غیب اس کے دلے غریب
 عہد کس کو دیا اس نے پیامِ رحیل
 مائی اربابِ دوق، فادہ میدانِ سرق
 مادہ ہے اس کا حقِ تبع ہے اسکی اکیل
 مردِ سپاہی ہے وہ اس کی دود لا الہ
 سایہ تمشیر میں اس کی سیہ لا الہ
 تجھ سے ہوا آشکارِ مندۂ مومن کا راد

اس کے دن کی تیتق، اس کی تنوں کا گدار
 اس کا مقام ملک اس کا خیال عظیم
 اس کا سرور اس کا ترقی اس کا یار اس کا مار
 ہاتھ ہے اللہ کا سدا مومن کا ہاتھ
 غالب و کار آوریں کار کتا، کار مار
 خاکی و لودی بہا دمدہ مولا صفات
 ہر دو جہاں سے عسی اس کا دل سے بیار
 اس کی آمیدیں قلیل، اس کے مقام حلیل
 اس کی ادا دلیری اس کی نگہ دل ہوار
 دم دم گفتگو، گرم دم جستجو
 دم ہمارم ہر، یک دل و یک مار
 لفظ پر کار حق مرد خدا کا یقین
 ادب یہ عالم تمام ویم و ظلم و محار
 عقل کی مرل ہے وہ عشق کا حامل ہے

لبتِ تحدید سے وہ بھی ہوتی بھر حراں
 نوحِ نسمائیں ہے آج وہی اسطراب
 رازِ مدائی ہے یہ کہہ نہیں سکتی رماں
 دیکھئے اس بحر کی تہ سے اُچھلتا ہے کیا
 گسہِ سیلوری رنگِ دلسہ ہے کیا
 وادی کہار میں طوقِ تنوع سے سحاب
 لعلِ مدحشاں کے ڈھیر تھوڑ گیا آفتاب
 مادہ وئیہ سدا ہے دُحتر و بقاں کا گیت
 کتنی دل کئے میل ہے ہمدِ ستاب
 آبِ بیاں کثیر اترے کدے کوئی
 دیکھ رہا ہے کسی اور ریلے کا خواب
 عالمِ نو ہے اسی ردہٴ نقدیر میں
 میری نگاہوں میں ہے اس کی بحرےٴ حباب

وہ دادی انکیر قرطہ بہ مہرِ دریا جس کے قریب ہی محدِ قرطہ واقع ہے

پردہ اٹھاؤں اگر جیسرہ افکار سے
 لاسے گے گام رنگ میری راؤں کی تاب
 جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
 دُوح اُم کی حمیات کشمکش انقلاب
 صورت تمیز ہے دست قضا میں وہ دم
 کرتی ہے جو ہر رماں اپنے عمل کا حجاب
 نقش ہیں رب ماتم حوں جگر کے نعیر
 لہم ہے سوداے عام حوں جگر کے نعیر
 قیدِ حاتم میں معتمد کی فریاد

معتمد اسیلہ کا مادتاہ اودر غنی قناع مقام ہاں کے ایک حکمران ہے
 جس کی حکمت سے کہتہ میں ڈال دیا تھا معتمد کی لطیف انگریزی میں ترجمہ
 دکر دیر دم آو، دی ایٹ سیرر، میں قانع ہو چکی ہیں ۔

اک دعاں سے تر رہیے میں باقی رہ گئی
 سو رہی رحمت ہوا حاتی نہ ہی مایہ رحی

مرد حردداں میں ہے لے میرہ ڈتیر آج
 میں یتیم ہوں دنیاں ہے مری تدبیر بھی
 خود بخود بربحیر کی جاس کھیا جالے دل
 بھی اسی فواد سے تائید مری تکتیر بھی
 حرمی تیج دم بھی اُس مری دبحیر ہے
 توج دے یو اے کتا حلق تدر ہے

عبدالرحمن اول کا لویا ہوا کھجور کا پہلا درخت

مرد میں ابدلس ہیں
 یہ امتداد عبدالرحمن اول کی نصیب سے ہیں تاریخ القری میں
 ہیں مدح دین نظم آن کا اندر ترجمہ ہے لاجت مکہ مکرمہ میں دیکھا
 میری آنکھوں کا نور ہے تو میرے دل کا سور ہے تو
 ایسی دلی سے نور ہیں میرے لئے کل طور ہے تو
 عرب کی ہولے تجھ کو یا لا صحرائے عرب کی حر ہے تو
 یزیدیں میں ماسو ہوں ہیں یزیدیں میں ماسور ہے تو

عرب کی ہوا میں بارود ہو۔

۱۔ ساقی تیرا ہم تح ہو

عالم کا عجیب ہے نظارہ اماں بگڑے اید یارہ

ہمت کو ستاوری ملے گی پیدا ہو جس جس کا کارہ

سے سرد روں سے بے لگانی اٹھتا ہیں خاک سے ترارہ

صح عربت میں اُدھر چکا توڑتا ہوا تمام کا ستارہ

موس کے جہاں کی حد ہیں ہے

موس کا مقام ہر کہیں ہے

رگوں میں وہ لہو ماتی نہیں ہے

وہ دل وہ آندو ماتی نہیں ہے

نماز و بندہ و ترانی و جمع

یہ سب ماتی ہیں تو ماتی نہیں ہے

ہمایہ

ہمایہ کی سرریں میں لکھے گئے وایں آتے ہوئے

ہمایہ تو حوں مسلمان کا اہیں ہے
 مامد حرم پاک ہے تو یرق لطر میں
 یرتید تری خاک میں سحر کے سال ہیں
 خاموش ادا ہیں ہیں تری ماد حرم میں
 روش مٹیں تاروں کی طرح ان کی سایہ میں
 حرم تھے کبھی حرم کے بے کرہ و کمر ہیں
 ہر ترے تیریوں کو مردیت ہے حاکم کی
 ماتی ہے احمی رنگ مرے حرم ہکر ہیں
 کیرا حرم دھاتا کسے دہ جائے مسلمان
 ہاک تپ تابا ہیں اس کے سر میں
 عرابطہ صی دیکھا مری آنکھوں سے دیکھ

تکلیں ماسرہ مسرہ میں نہ حصر میں
 دیکھا بھی دکھایا بھی، سُنا یا بھی سُنا بھی
 ہے دل کی تسلی نہ فطریں نہ حسریں

کھلے ملتے ہیں اسرارِ بہانی گیا دودِ حدیث لں تہائی
 ہوئی جس کی خودی پہلے بھول وہی تہدی وہی آخرِ رہائی

طارق کی دعا

اندلس کے میدانِ جنگ میں

خاری یہ ترے براہِ راست سے جہاں تُو نے محتسبِ حقِ خدائی
 وہم کی ٹوکری سے بھر کر دیا سمٹ کر پہاڑ اپنی ہمت سے رانی
 و عالم سے کرتی ہے میگاہِ دل کو عجب حیر ہے لدنِ آسمانی
 نہایت ہے مطلوبِ مقصودِ مومن نہ مالِ سمیت نہ کسورِ کتائی

حیااں میں ہے منظرِ لالہ کب سے

قیا جائیے ان کو حوں عرب سے

کی ترے صحرا شیوں کو بیٹھا
 حریف، نظریں، اڈل سم
 طبع حسی مدنیوں سے غشی بدنگی کو
 وہ سودا میں بے پایا اہیر کیے
 کس در و دل سمجھتے ہیں اس کو
 ہلاکت نہیں موت اس کی نظر
 دل ہر دھو میں غیر رہ کرے
 وہ بھلی کہ حتیٰ لعرۃ و ترابا
 مراۓ کو میوں میں پیدا کرے
 لکھا مسماں کو تلو اور کرے

رہا ہے کی یہ گردن حاد داہ
 حقیقت انک تو ماتی دا
 کسی بے دوست دیکھا ہے، مردا
 فقط امروز ہے یترا دا

لبین خدا کے حضور میں
 اے العس و آفاق میں پیدا ترے آیات

حق یہ ہے کہ سہ سہ و ہر امید قری ذات
 میں کہنے لگتا ہوں کہ تو ہے یا کہ میں سے
 ہر دم متعلق ہے ہر دم کے نظریات
 محرم ہیں طریت کے سرور بارگاہ سے
 یا ہے کہ اک رکہ عالم کے آفات
 آج آئینے دیکھا تو وہ عالم ہر اکانت
 میں جس کو بچھتا تھا یہاں کے حراوت
 ہم مدت و درم بکھڑے ہوئے ہیں
 روحانی اعجاز و کلاسدہ آفات
 ایک بات اگر مجھ کو ادارت ہو تو یہ بچوں
 میں کر رہے جس کو فکیوں کے معاملات
 صاف تک میں حیا میہ اہلاک کے سبب
 کہنے کی طرح دل میں کھڑکتی رہی یہ بات
 کہہ کے اسلوب یہ قانون نہیں رہتا

حبِ نوح کے اندر متلاطم ہوں حیات
 وہ کوں سا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود
 وہ آدم حاکی کہ جو ہے زیرِ مہادات
 مشرق کے ہمدان و میدانِ فری
 عرب کے ہمدان و درختِ زلزال
 یورپ میں مہتِ روتسی علم و مہر ہے
 حق یہ ہے کہ بے حیثہ حیراں ہے یہ ظلمات
 رعنائیِ تعمیر میں، دولت میں، صفائیں
 گمراہوں سے کہیں ٹرند کے ہیں منکوں کے غار
 ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں حواس ہے
 سود ایک کالا کھوں کیلئے مرگِ مہادات
 نہ علم، یہ حکمت، یہ تدبیر، یہ حکومت
 پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیمِ مساوات
 مکاری و سرکاری و سہِ خواری و اطاس

کیا کم میں مرگے میت کے قتل سے،
 وہ قوم کہ عید و محاور سے ہر محروم
 وہ اس کے کلمات کہ وہ رت و محاسن
 سے دل کیے، وہ متیسروں کی قدمت
 اس میں موت کو کچل دیتے ہیں آلات
 آواز تو کچھ کچھ نظر آتے ہیں کہ آہستہ
 تیرے کہ تقدیر کے تیرے کلمات
 سے ملک کی میادیں آیا سے تر دل
 میٹھے ہیں اسی مگر میں پیراں حرامات
 چہروں یہ حشری نظر آتی ہے سر عام
 یا عورت، یا سامروہیا کی کرامات
 کہ قتل و غارت ہے مگر تیرے جہاں میں
 ہیں تیغ بہت مددِ مرد کے اوقات
 کہ ڈوسے کو مرنا یہ برستی کو عید

دیا ہے تری منظر دور مکافات

فرشتوں کا گیت

خل ہے ربّ احمی، عتق ہے بے مقام احمی
 نقص گہرا دل ترا نقص ہے ما تمام احمی
 خلق خدا کی گھات میں رہد و فقیہہ و میر و پیر
 تیرے جہاں میں وہی گردن صبح و تمام احمی
 تکرہ امیر مال مت، تیرے فقیر مال مت
 رہے کہ وہ گرد احمی، حواہ ملد مام احمی
 دالت و دیں و علم و دین سد گئی ہوں تمام
 بہت گزشتے کافیں یہیں بے عام احمی
 حوہ و بد گئی ہے عتق حوہ و عتق ہے حودی
 آہ کہ سے یہ تیغ تیر و بد گئی میا احمی

فرمانِ خدا

درستوں سے

اُٹھ مری دنیا کے عیبوں کو جگا دو
کاج اُترا کے در و دیوار صلا دو
گمراہ علاموں کا ہر سور یقیں سے
کھٹک دروایہ کو تاہیں سے لڑا دو
سُلطانی تمہارے آتا ہے دھاسہ
حلقہ کہن تم کو نظر آئے بٹا دو
جس کھیت سے دہقان کو تیرے ہیں دوری
اس کھیت کے ہر حوہ گم کو صلا دو
کوں خالق و مجاویں میں حائل رہیں رہتے
پیران کدا کو کیا ست اُٹھا دو
حق را سجدے، صماں را انعامے
بہتر ہے چراغِ حرمِ ددیرِ مجاہدو

میں ماحوت دیر اہوں ہر مر کی بلوں سے
 میسر لئے مٹی کا حرم اندسا دو
 تہذیب دی کارگر بیتہ گراں ہے
 آداب حوں تاغر مسترق کو بکھا دو

حکیمی باستانی حودی کی کلیمی دمریہانی حودی کی
 تھے گر قردتہای کا تا دون عربی میں نگہانی حودی کی
 دوق و ستوق

(اں اتحاد میں سے اکثر ملٹیں میں لکھے گئے)

مدیح آدم داں ہر لوتاں ہتی دست رفتن سوئے دوتاں
 قلب و نظر کی دیدگی تہت من صبح کا سماں
 حتمہ آفتاب سے نور کی مدیاں دواں
 حس ادل کی ہے محو، چاک ہے پردہ و خود
 دل کے لئے ہر افسرد ایک نگاہ کارماں

سُرخ و کدو بدلیاں کھوڑ گیا سحابِ تب
 کہہ اہم کر دے گیا رنگِ رنگِ طلساں
 گردے پاک ہے ہوا رنگِ بھل وصل گئے
 رنگِ ناز کا طمہ دم ہے مثلِ یریاں
 آگ بھی ہوئی ادھر، توئی ہوئی لہاں دھر
 کیا حراسِ مقام سے گدے ہیں کتے کاراں
 آئی سدا سے حشرِ شیل تیرا مقام ہے یہی
 اہلِ سراق کے لئے عیش و دہام ہے یہی
 کس سے کہوں کہ دہر ہے سرے لئے حیا
 کہہ ہے رم کلماتِ تارہ ہیں میرے واردات
 کیا ہیں ادھر لدی کا رنگِ حسنا میں
 بیٹھے ہیں کس سے منتظر اہلِ دم کے حومات
 ذکرِ عرب کے سور میں ذکرِ عجم کے ہار میں
 بے عربی تہذبات سے، عجیبی تخیلات

قافلہ حجاز میں ایک حسینی میں ہیں
 گرچہ ہے تاب دارا بھی گیسوئے دل و درات
 عقل و دل دہلکاہ کا رتد اولیں ہے عشق
 عشق نہ ہر ترس و دیست کہہ تسترات
 ساق حلیل بھی ہے عشق، سر حیں می سے عشق
 معرکہ وجود میں مدد حیں بھی ہے عشق
 آیہ کائنات کا معنی دیر یاب تر
 لکے تری تلات میں قافلہ ہائے رنگ و ر
 حلوتیاں مدد سے کور یگاہ و مردہ دوق
 حلوتیاں سے کہہ کم طلب و ہتی کرد
 میں کہ مری حزل میں ہے آتش بہتہ کا سراغ
 میری تمام سرگزشت تھوئے ہوئل کی جستجو
 باد صبا کی موج سے تسو و ملنے حجاز
 میرے صس کی موج سے تسو و ملنے آرد

حوں دل دھڑکے ہے میری رو کی بیڑت
 ہے رگ رادیں رواں صاحب سادہ کا ہو
 دست کتن کتن مدہایں دل سے قہار را
 یک دو تک زیادہ کن گیسوئے تاب دار را
 روح می تو تلم بھی تو تیرا وجود الکتا
 گسہ آگاہیہ رنگ تیرے محیط میں حباب
 عالم آب و خاک میں تیرے طہرے درخ
 دہ رنگ کر دیا تو نے طلوع آفتاب
 تو کو سحر و سلیم تیرے حلال کی نمود
 نعر جید و مایہ دید تیرا جمال سے نقاب
 ترق ترا اگر یہ سو میری بھار کا امام
 میرا تمام بھی حباب و میرا سحر و بھی حباب
 بیری نگاہ مار سے دونوں مرادیا گئے
 عقل حباب و حشو، عشق حضور و اسطرلاب

بترہ و تار ہے ہماں گردش آفتاب سے
طبع نامہ تارہ کر حسلہ بے محاسب سے

بتری نظریں ہیں تمام میرے گدستہ درویش
مجھ کو حیرت محنت کہ ہے علم بھیل بے رطب
تارہ مرے سمیر میں معرکہ کہیں ہوا
عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام لولہ لب
گاہ بھیلہ می ترو، گاہ بدور می کتہ
عشق کی اندام حب، عشق کی انتہا حب
عالم سود و سود میں وصل بڑھ کے ہے دراق
وصل میں مرگ آندو، بحر میں لذت طلب
میں جمال میں مجھے جو حسلہ نظریہ تھا
گرچہ بہاؤ تو بھی میری نگاہ سے اُدس

گرمی آرد و دراق است دستس ہائے وہ و ہر دراق
موج کی تختہ دراق اقلیدہ کی آرد و دراق

یروانہ اور جگنو

پروانہ

پروانے کی سرل سے بہت دور ہے جگنو
کیوں آتش ہے سودیہ معرود ہے جگنو
جگنو

التد کا سہ تکر کہ یروانہ مہیں میں
دیردہ گر آتش بیگانہ مہیں میں
حاوید کے نام

حدی کے سار میں ہے نگر خاواں کا ستراع
حدی کے سودے دوش ہیں آتوں کے جیراع
یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحب مقصود
ہرار گورہ دروع و ہرار گورہ سدراع
ہوئی بہ راع میں پیدا ملتہ بروادی
حراب کر گئی تاہیں بچے کو محنت راع

جیا نہیں ہے دلے کی آنکھ میں ماتی
 عدا کرے کہ حوائی بری رہے بے دای
 ٹھہر سکاہ کسی عاتقاہ میں اقبال
 کہے طریقِ حوتِ اندیشہ و تگمتہ دای
 گدائی

میکدے میں کیا دن اک تسدیرک بے کہا
 ہے ہمارے تہر کا والی گدلے بے حیا
 تاج پہایا ہے کس کی بے کلامی بے لے
 کس کی غریبانی بے محنتی ہے اسے ریں قبا
 اس کے آب لالہ گوں کی حوں دمناس کتید
 تیرے میرے کھیت کی مٹی ہے اسکی کیا
 اس کے نعمت خالے کی ہر حیرے ناگی ہرنی
 جسے والا کوں ہے، مرد و عریب سے روا
 مانگے والا گدا ہے اسدقہ مانگے یا حراح

کئی لمنے یا مائے میر و سلطان مہ گدا

(ماحدار الہدی)

ملا اور بہت

میں غمی حاضر تھا وہاں صلیب حق کرہ سکا
 حق سے حق حضرت ملا کو کلام بہت
 طریقی کی سب سے الہی مری تفسیر معاف
 حوت نہ آئیں گے آئے خود تراش لکت
 یہاں مردوں تمام جہل و قال و احوال
 بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی رت
 ہے بد آمدی اقوام و ملل کام آس کا
 اور حجت میں نہ مسد نہ کلیسا نہ کت

دین و سیاست

کلیا کی پیاد رہا یہی — حق
 سہاٹی کہاں اس فتمیری میں میری

حکومت تھی سلطانی و راہی میں

کہ وہ سرمدی ہے یہ سرمدی

یاریت سے مدد ہے یہ بھی چھڑایا

چلی کچھ یہ یہ بھی کی یہی

ہوئی دیں وعدت میں جس دم حُدائی

ہوں کی ایسری ہوں کی دیری

دُئی کہ دیں کے لئے مہرادی

دُئی حتم تہدیب کی ماییری

یہ انحصار ہے کہ صحرائیں کا

تیری ہے آئینہ دار مدیری

اسی میں حفاظت ہے امانت کی

کہ ہوں ایک عیدی دل و دیری

الارض للہ

الناہیہ سج کہ مٹی کی تاریکی میں کون؟

کون دیاؤں کی مودوں اٹھاتا ہے سحاب
 کون لایا کھینچ کر کھیم سے مادہ گار
 خاک یہ کس کی ہے، کس کا ہے یہ زہ آفتاب
 کس نے عسوی موتیوں حوتہ گدہم کی حباب
 موسیٰ کو کس نے کھلائی ہے سب سے اخلاص

وہ صدایا یہ میں تیری ہیں، تیری ہیں
 تیسرے آہا کی ہیں، تیری ہیں، سری ہیں
 ایک لہو جان کے نام!

ترے سے ہیں اور لگی، تیرے قالس ارانی
 لہو مجھ کو ملاتی ہے حواہ کی تن آسانی
 امارت کیا، اسکوہ حسری بھی ہو تو کیا حاصل
 نہ درد حیدری تجھ میں، نہ اسے سے سمانی
 نہ ڈھونڈ اس حیر کو تہدیبِ عامر کی تختی میں
 کہ پایا میں سے استعنا میں معراج سمانی

عقابی رُوح جا بیدار ہوتی ہے حواں میں

طر آتی ہے اس کو ایسی سہل آوازوں میں

وہ ہو دودھ دودھ عار و ال علم و حواں ہے

اُمید مرد مومن ہے خدا کے بار و امان میں

مہیں تیرا تیرا قسم سہل طغانی کے گم سہل

تو تاہیں ہے اسرا کر یہاڑوں کی جیالوں میں

نصیحت

یہ تاہیں سے کہتا تھا عذاب مال خود

اے ترے ہتیر یہ آماں دھب سرج ریں

ہے تاب اسے اہو کی آگ میں جلے کا نام

سخت کوئی سے ہے تلخ درد گہانی اگیں

جو کو تر یہ جھپٹے میں مرا ہے اُسے پیر

وہ مرا تا یہ کو تر کے اہو میں جی مہیں

لالہ محراب

یہ گنبدِ میانی، یہ عالمِ تہستانی
 مجھ کو تو ڈراتی ہے، اس دست کی یہ پائی
 ٹھٹھکا ہوا راہی میں، ٹھٹھکا ہوا راہی تو
 مرل ہے کہاں تیری، اے لالہ محرابی
 حالی ہے کلیوں سے یہ کوہ و کمرِ فدہ
 ترستہ میانی، یہی شعلہ میانی
 تو تاج سے کیوں پھوٹاں تاج سے کون فوٹا
 اک حد سے یہ اتنی، اک لذتِ یکتائی
 حواسِ محنت کا اللہ بگہاں ہر
 ہر قطرہ دریا میں دریا کی ہے گہرائی
 اس منہج کے نام میں دتی ہے گھر کی آنکھ
 دیا ہے آنکھی لیکن رمل سے نہ ٹکرائی
 ہے گرمی آدم سے ہر گامہ عالم گرم

سُورج بھی تھمتائی، سُلے بھی تھمتائی
 اُسے مادِ مِیامانی مجھ کو بھی حِیائیت ہو
 عاموتی و دلِ سوری سرستی و رعنائی

اتصالِ سُلے کلِ اہلِ حِیاماں کو سَایا
 یہ متعزّتِ طُراد و بُرہِ سود و طرِ ساک

میں صورتِ کلِ دمتِ صفا کا ہیں تجھ
 کرتا ہے مرا حقِ حوّلِ میری قنایاک

ساقی نامہ

ہوا حیمہ دلِ کارواں بہار	اسمِ ن گیبِ داس کو بہار
گل و رنگس و سوس و سوس	ستہیدِ ارلِ لالہ حویں کس
جہاں حیدب گیا پردہِ رنگ میں	لہو کی ہے کردِ رگِ رنگ میں
مساہیلی میلی ہوا میں سرود	نکھڑتے ہیں آتیاں میں طیور
وہ حوسے کہتاں آیکتی ہوئی	انکیتی، لیکتی، سسکتی ہوئی

اُٹھتی، بھٹکتی، بھٹکتی ہوئی رُٹے سیج کھا کر بھکتی ہوئی
 رُکے حب ترسل چیر دیتی ہے بہاؤں کے دل چیر دیتی ہے یہ
 وہ ادبک اے ساقی لالہ نام ساقی ہے یہ وندگی کا پیام
 پائے مجھے وہ مجھے پرہہ سود کہ آتی ہیں فصلِ گلِ دردِ درد
 دہے جس سے راتیں میری حیات وہ مجھے جس سے ہے مٹی کلمات
 وہ مجھے جس میں ہے سودا و دل وہ مجھے جس سے کھلتا ہے اربابِ دل

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے

راٹے مولے کو مہار سے

رملے کے انداز بدلے گئے یادِ آگ ہے مارِ بدلے گئے
 بُرا اس طرح فاسِ زارِ درگ کہ حیرت میں ہے تیشہ مارِ درگ
 رانیِ بیامت گری حوار ہے دیں میر و سلطان سے میر ہے
 کیا دُورِ سرایہ دہی گیا تھاتا دکھا کر مادی گیا
 گراں حبابِ چھیٹے لٹے ہمالہ کے چٹے آٹے لٹے
 دلِ طورِ سیما دعاؤںِ قدیم تختی کا پھر مستطرب ہے حکیم

مسماں ہے توحید میں بگم حوس
 مگر دل اٹھی تک ہے رہا رپوس
 تمدن، تسوف، تریعت کلام
 تماں نجم کے ہنکاری تمام
 حقیقت حراوات میں کھو گئی
 یہ اُمتِ ردایات میں کھو گئی
 لٹھا ہے دل کو کلامِ حلیب
 مگر لذتِ ترقی کے سبب
 یاں اس کا مطلق سے سلجھا ہوا
 لعت کے بکسیروں میں لٹھا ہوا
 وہ سہمی کہ تھا دہشتِ حق میں مُرد
 محنت میں بیجا جہت میں مُرد
 عجم کے خیالات میں کھو گیا
 یہ مالکِ مقامات میں کھو گیا

کھٹی عشق کی آگ ابد میر ہے ،

مسماں ہیں راکھ کا ڈھیر ہے ،

تہراب کہیں پھر پلا ساقیا
 وہی جامِ گردِ حق میں لا ساقیا
 مجھے مستی کے یہ لگا کر آڑا
 مری خاکِ تحکُّمِ مہا کر آڑا
 حمد کو سلامی سے آراؤ کر
 حوالہ کو پیروں کا آساؤ کر
 ہری تاجِ ملت سے علم ہے
 نص اس بدل میں تے دھبے
 تڑپے، پھڑکے کی تویت سے
 دلِ مرقسیٰ سہرِ صدیق سے

لڑے ہی تیر چہر یاد کر تم کو میوں میں مدار کر
 لے آمادوں کے تاروں کی خبر رمیوں کے تسدہ دلوں کی خبر
 لہیں کہ ہر عکس دے مرا عشق میری نظر عشق دے
 لڑی اذگروا سے پار کر یہ تات ہے تو اس کو سیار کر
 لہجے کو سراہ مرگ حیات کہ تیری لگا ہوں میں ہے کائنات
 لے مددہ ترک کی لے حایاں مرے دل کی یو تیدہ لے مایاں
 لے بالہ ہم تب کا مسد مری حلت و احسن کا گدار
 لہیں مری آمد و رفت مری آمیدیں مری، جستجوئیں مری
 لڑی بھرت آئینہ درگاہ عرالاں انکار کا درخشاں
 لڑا دل مری دم گاہ حیات لگاؤں کے تکر لیتی کائنات
 لکھ ہے ماتی مملع فقیر اسی سے فقیری میں تہوں میں امیر

مرے تاملے میں کٹا ہے اے

لٹا ہے جھکا ہے لگا دے اے

مردان ہے ہم مردگی ہر اک شے سے پیدا ہم زندگی

اسی سے ہوئی ہے مدد کی لود
 کہ تنے میں پتید ہے روح و
 گراں گریہ ہے صحت آباد دل
 حوت آئی اسے صحت آباد
 یہ تانت بھی ہے اندر سید بھی
 حصر کے پھول سیرار
 یہ وعدہ ہے کثرت میں ہر دم کبر
 مگر ہر کہیں نے جگہ لے لے
 یہ عالم یہ ست عادت متوجہات
 اسی سے ترقا ہے یہ صومار
 بدراں کو تکرار کی سوہیں
 کہ تو میں نہیں اور میں تو نہیں
 میں دتو سے ہے اکھ آفریں
 مگر عین محفل میں حوت شیم
 جھک اس کی مٹی میں تاریں ہے
 اسی کے سیاہاں اسی کے نول
 کہیں اس کی طاقت سے کہا جوڑ
 کہیں حوہ تاہیں بیابان گ
 کہ تو میں آتیا سے سے دور
 کہیں اس کے صدمے میں حور
 کہیں حوہ تاہیں بیابان گ
 کہ تو میں آتیا سے سے دور

کہ تو میں آتیا سے سے دور

پھر دکھا تھا حال میں ماحسود

درباط ہے سکوں و تات ترقا ہے ہر دہ کا یار

کہ ہر لحظہ ہے تارہ شاں وجود	ہوتا ہیں کارواں وجود
فقط دوق پرور ہے زندگی	لہا ہے توارہ ہے زندگی
سعر اس کو سرک سے رزمہ کرپند	ہاں اُسے دیکھے ہیں پتِ نلد
سعر ہے حقیقت صبر ہے محار	سورہ گلیلے رگ و سار
تڑپے غیر کے میں احت اُسے	کلمہ کر لکھے میں لذت اُسے
کبش تھاڑا تھا مسائرت کا	نہام اُسے ملنا نرت کا
بہی زندگی موت کی گھات میں	نہ کر ہاں مکافات میں
اُنھی دت و کہلے فرح روح	ہنای دوئی سے ہی زور روح
ایسی تلح سے چھوٹے عی ہے	اُس تلخ سے ڈٹے عی ہے
اُتھرا ہے ہٹا ہٹ کے لفق حیات	کچے ہیں اداں اُسے سے تمامت
ادل سے اند تک دم کم لفس	رہا سرواں نری رور دس

دما کہ رنجیہ ایام ہے
دول کے آٹ بھیر کا نام ہے

برص لفس کیا ہے تزار ہے حودی کیا ہے تزار کی دمار ہے

حوی کیا ہے لہ نہ دین حیات حوی کیا ہے میدانِ کائنات
 حوی غلوہ بدست و ملوت یزد سمدر ہے اک نو دریائی میں مد
 اندھیرے آغاسے میں اے اماک میں دو تیریں میدانِ رتوں پاک
 ادل آس کے نیچے اندھ سا ہے ہر حد آس کے نیچے ہر حد ماسے
 رٹے کے دریا میں مہی ہوتی ستم اس کی موجوں کے ہستی ہوتی
 تختس کی راہیں بدلتی ہوتی دام نگاہیں بدلتی ہوتی
 رگ اس کے ہاتھوں میں لگ گئی پہاڑ اس کی سرحد سے لگ رہیں
 سمرای کا اجماع و آغاز ہے پہی اس کی تقدیم کا دار ہے
 گرن یا مد میں ہے ترو لگتی یہ سے لگ ہے ڈس کو لگتی
 اے واسطہ کیا کم و بیش سے قیاس و مدار و پس و پیش سے
 ارل ہے یہ گتہ گتس میں اسیر ہوتی خاک آدم میں مٹا یہیر
 ۔ ۔ ۔ حوی کا سیتن ترے دل میں ہے
 ملک حرم طرح آنکھ کے تل میں ہے

حوی کے نگہاں کو ہے بہر باب وہاں حس سے حالی ہے آنکھ کی آب

وہی ماں ہے اس کے لئے رحمہ
 ہے جس سے دیامیں گردن لہہ
 درویشِ محمود سے درگزر
 حوی کو نہ رکھ ایاڑی سے کر
 وہی متحدہ ہے لائقِ اہتمام
 کہ ہر جس سے ہر متحدہ تھکے لیے حرام
 یہ عالم یہ ہنگامہ رنگ و صوت
 یہ عالم کہ ہے ریز وراں موت
 یہ عالم، یہ مت قانہ حسیم و گوس
 جہاں زندگی ہے فقط حور و دوست
 حوی کی ہے یہ مسدولِ اولیں
 ساری تیرا آستیں ہیں
 رزی آگ اس مالکداں سے ہیں
 جہاں تھکے سے ہے تو جہاں سے ہیں

ہٹے حایہ کوہ گراں توڑ کر
 ظہم رباں و مکاں توڑ کر
 حودی بستر مولا جہاں اس کا عید
 رہیں اس کی عید آملیں اس کا عید
 جہاں اُدھی ہیں اُدی ہے نمود
 کہ حالی نہیں ہے محسوس وجود
 ہر اک مستطریٰ یلغار کا
 تری توجہ فکر و کردار کا
 یہ ہے مقصد گردش بودگار
 کہ تیری حودی تجھ یہ ہو آشکار
 تو ہے فاح عالم و حجب و رتت
 تجھے کا تاؤں تری سر دومت
 حقیقت یہ ہے حامد خوف رنگ
 حقیقت ہے آئینہ گستاخ رنگ
 نموداں ہے پیسے میں جمع لمس

مگر ماہ گستاہ کہتی ہے بس
اگر کس سے مٹے برتر رم
دور بختے سودو یرم

زمانہ

جو تھا مہیں ہے سو ہے ہو گا یہی ہے اک حور محراب
قرب تر ہے خود جس کی اسی کا مستحق ہے راہ
مری تراجی سے قطرہ قطرے حوادث ٹک رہے ہیں
میں ایسی تسخیر و دہشت کا تہا کرتا ہوں داہ داہ
ہر ایک سے آتا ہوں لیکن، خدا خدا دیم دراہ میری
کسی کا راک، کسی کا مرک، کسی کو ہجرت کا تار یاہ
نہ تھا اگر تو ترکیبِ محفل، قصود میرا ہے ماکہ پیرا
مرا طریقہ یہیں کہ دکھ لوں کسی کی خاطر مئے ستارہ
مرے حم و پیچ کو بھومی کی آنکھ پہنچاتی ہیں ہے

ہر سے رنگا۔ تیراں کا لطر مہیں جن کی عا دہ
 شفق مہیں معری آتی پر یہ جوئے جوئے جوئے
 طلع دریا کا سطر رہ کہ دوش و امرو سے واد
 وہ لکر گساح جس سے غریباں کیلے طرت کی طعتوں کو
 اسی کی لے ماں بھلیوں سے حطر میں ہے اس کا آستیا
 ہوائیں ان کی صائیں اُن کی بھر اُن کے جہا اُن کے
 گرہ کھور کی کھلے تو کو مکر، کسور ہے تقدیر کا ہمار
 جہاں نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالم بیر مر رہا ہے
 جسے مر لگی مقاموں نے مادیہ ہے قمار حساب
 ہوا ہے گو تندرستی کی چراغ اُیا حلا نہ رہا ہے
 وہ مرد درویش جس کو حق سے لے لے لے ہی اسرار حلا

مرستہ آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں

معاہدہ آئندہ وعدہ دہش کی بے ستانی

حیر ہیں کہ تُو حاکم ہے یا کہ بیانی

رہے خاک سے تیرا مہد ہے لیکن

تری سرشت میں سے کوئی دہتانی

نوال آیا اگر جواب میں کسی تُو دیکھے

ہر ادہرت سے حوت تری تکر حانی

گراں مہا ہے برا گریہ محسوس گاہی

اسی سے ہے ترے محل کہیں کی تداوی

تری واسے سے پردہ زندگی کا صیر

کہ ترے ساد کی فطرت سے کی ہے مسرائی

روحِ راضی آدم کا استقبال کرتی ہے !

کمال کے ہیں دیکھ دیکھ سادکھ حشر سے آہرتے ہے مروج کدراکھ

اس عرصے پر وہ کہیں میں بھی ایک امامِ مٹائی کے شتم دیکھ سعادہ

میتابہ ہر معرکہ میں دوحادیکھ

ہیں تیرے قسریں میں اہل یگانہیں یہ گنبدِ احلاک یہ دوسریں معایر

یہ کہ رمحِ ایہ سحر، یہ ہائیں حقیرِ شریطِ کل ہو دستور کا ہر

اُمہ ایام میں آج ای ادا دیکھ

نکھے گاہِ تری آکھ کے اتارے دیکھیں گے تجھے سے گردِ گل کے تارے

ماید تیرے بحرِ تحیل کے کلاے یہ بھیجیں ملکِ ملک کی آہ کے تارے

لعیرِ خدی کر آراہ رسادیکھ

حورید جہاں اس کی موتیے تریں آباد ہے اک بارہاں تیرے ہر

مجھے نہیں جتنے تھے وہی طر میں حمت تری یہاں سے تیرے حورید

اے پیکرِ گل کوشتی بیہم کی حورادیکھ

ماندہ تیرے حور کا ہر تار اہل سے تو جس محنت کا حورید اہل سے

تویرِ مسم حور اسرار اہل سے محنت کثر و حورید و کم اتار اہل سے

ہے راکبِ تقدیر جہاں تیری دھار دیکھ

قتلعہ

دلِ بدمی نامدِ نیمِ محری ہے رفتار ہے میری کھنسی آہِ کھنسی تیر
 بہاؤ ہیں اٹلی کی تالالہ گل کو گزتا ہوں سرِ خارِ کبر کی طرح تیر

پیر و مرید

مریدِ مہدی

حتمِ میا ہے داری تجھے حوں عزمِ عامر ہے دیں راہِ رنوں

دیرِ رومی

علمِ وارثِ رنی مارے لود عزمِ وارِ دلِ رنی مارے لود

مریدِ مہدی

اے امامِ عاشقانِ دردِ مند یاد ہے تجھ کو برا حرفِ طرد

جنگِ معرِ وحشِ اردو جنگِ دوست

ارکھائی آمدِ اینِ آوارِ دوست

دورِ دھرمِ جیگ وے مرقود بے ترات وے بھتیس بے حسود

کیا حراس کر کے رہا دیک درست کیا ہے دست کی آوار کا

آدایوب امارت و تاناک

لحمہ اس کو کھیتا ہے ٹھٹھے خاکہ

میر دلی

دست راست ہر کس چیر میت طعنے ہر مرے کئے بھیس میت

مرد بہی

یہ دے میں نے علوم شرق و غرب روح میں ماتی ہے اتک و ذکر

میر دلی

دست ہر اہل بیارت کد سوے مادد آکہ تیارت کد

مرد بہی

اے بکھیری مرے دل کی کتار کھل سمجھ ریختہ حکم جہاد

میر دلی

دست حق نام نہ نام حق مستکی

درد حاج و دست مگ دست دل

مرید ہمدی

نہادہ خادان محو در غم حور حنت سے ہے حوت تر خود غم

پیر دمی

نزلہ گرا سید امت و لر دست و حامہ ہم سیہ گرد دارد

مرید ہمدی

کب کا حواں گرم حواں محراب رنگا بیداروں

پیر دمی

مرغ پر بارستہ چوں بیاں شود

طہم ہر گرہ دواں شود

مرید ہمدی

لی ادیش دیں و وطن حور حال پر مقدم ہے ، ن

پیر دمی

قلب پہلو می رہم مار رہت

انتظار بر دور می دارد رہم

مرید ہمدی

سزا آدم سے مجھے آگاہ کر خاک کے دسے کوہ

بیرودمی

ظاہر تو را پتہ آرد بحیر

ماہق آمد محیط بہت حیر

مرید ہمدی

خاک تیرے دسے دوس صر سائیت آدم حیر ہے یا

بیرودمی

آدمی ییادت ماتی ییادت است دید آں ماشد کہ دید دست ا

مرید ہمدی

ردہ ہے مشرق تری گفتار سے آنتیں مرتی ہیں کس آرد

بیرودمی

ہر ہلک اُمت یتیں کہ دو

راہے بر محمد لگناں ردند خود

مرید پندی

یہیں رہیں درگاہ کو سر کیوں کہ ہو گیا اس کا لہو

پیر دومی

تا دلے صاحب دلے نامہ بدرد

بیچ تو ہے راجہ آسوا نہ کرو

مرید پندی

لے رہی ہے مارا دھو کوں سے سوئے میں مردوں کا سود

پیر دومی

دیر کی لہر دشت و حیرانی بحر

دیر کی طس است و حیرانی نظر

مرید پندی

بیرے سلاطین کے بدیم میں فقرے کلاہ دے گلم

پیر دومی

مرد درش دل توی نہ کہ رورق سر شاہاں روی

مرید ہمدی

اے ترکیب مستی حلمانِ درد میں نہیں تھا حدیثِ حسروں کی
پیرِ رومی

مالِ ماراں را سونے سلطانِ درد

مالِ رامان را گودِ ستاںِ درد

مرید ہمدی

کار و بارِ حسروی یا راہی کیا ہے آجرِ عایتِ دیں
پیرِ رومی

مصلحتِ دردِ دیں ما حگ و تنگد

مصلحتِ مدِ دیں عینے عار و کورہ

مرید ہمدی

کس طرح تاویں آئے آئے کل کس طرح میدار ہو بیسے میں دا
پیرِ رومی

مدہ ماتنِ دردِ دیں دو جورِ سحر

چوں حمادہ بے کہ برتتا نہ مرید

مرید مہدی

دین ادراک میں آتا نہیں کس طرح آئے قیامت کا یقین

بیرُوحی

سقامت سرقامت راہ میں دیدن ہر حیر و اشتراط اس میں

المرید مہدی

آسمان میں آہ کرتی ہے حودی عید ہر و ماہ کرتی ہے حودی

بے حسرت و ماموع دئے فراع ایسے بچڑوں کے ہاتھوں داع داع

بیرُوحی

آن کہ ادو عید الحق امت ولس

لیکن اد کے گچہ ادہ نام کس

مرید مہدی

کھدیہ دس ہے میر کا نام کس طرح محکم ہر ملت کی حیات

میر دومی

دارہ ہاشمی مرعکات رحیمہ
 عیجہ ہاشمی کو دکات رکھہ
 دانہ یہاں کن سراپا دام تو
 عیجہ پہاں کن گیاہ نام تو

مرید ہمدی

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کڑھلائی طالب دل ماتق دور پیکار ہاش
 حو مرادل ہے مرے بسے میں ہے میرا او ہر میرے آیتے میں ہے

پیر دومی

تو ہی گوئی مرادل پیر ہست
 دل دراد عزت ماتدے نہ پست
 تو دل حو دراولے میداستی
 حق توئے اہل دل نگداستی

مرید مہدی

آسمانوں پر مرا فکر بلند
 میں رہیں ریحار و دار و قد و مدد
 کار دیا میں رہا جاتا ہوں میں
 ٹھکریں اس راہ میں کھانا ہوں میں
 گوں برے پس کا بہاں کار رہیں
 اللہ دیا ہے کہوں دامائے دیں

سیر مہدی

آں کہ سر افلاک رفتار تس نو د
 رہ میں رفتی چہ دشوار تس نو د

مرید مہدی

علم و حکمت کاٹے کیونکر سراع
 کس طرح آتے سرور و سعاد

میرِ دہلی

علم و حکمت را ایدار ماں حلال
عشق و رقت آنڈار ماں حلال

مریدِ مہدی

ہے رہے کا کُتھامب اکھن
اُدھے خلوت بہیں سورِ سخن

میرِ دہلی

خلوت اور اعیانہ مانڈھے ریاد
یوئیتیں مہرِ فیسے آمے مہار

مریدِ مہدی

مہدیں اک گورے باقی رہ سور
اہلِ دل اس دیں میں ہیں تیرہ دور

میرِ دہلی

کارِ مرداں دہشی و گرمی است

کھڑا نہان جیلہ دے ترمی است

زات نہ ح سے ما آستنا ہے

عجب کیا آہ تیری مادہ ما ہے

تو بے دور سے میرا سے حق

خدا کے رمدہ رمدوں کا خدا ہے

جیٹریل و ابلیس

جبریل

ہم دم دیرینہ اک یہ ہے چاہ گدو

ابلیس

سودرنا وہ دودلغ و جتو دا ندو

حبریل

ہر ترمی ادلاک یہ رہتی ہے تیری گنگو

کیا مہیں ٹمکن کہ تیرا چاکل افس ہمدہ

— اٹلیس —

آہ اے حیرتل تو د آتھ مہیں ایں سادے

گر گیا مرث مجھ کو ٹوٹ کر میرا سدا

اب یہاں میری گدہ ٹمکن مہیں، ٹمکن مہیں

کس قدر حالات ہے یہ عالم بے کالج و کو

حس کی دیریدی سے ہوسد دروں کائنات

اس کے حس میں قسطاً ایھا ہے یا لا قسطاً

حیرتل

کھوئے الکار سے تو لے مقامات ملد

حتم یہاں میں مرستوں کی رہی کیا آرد

اٹلیس

ہے مری حرات سے مرث خاک ہیں دوں نمو

میرے تے عامہ عقل و حرد کا تار و یو

دیکتا ہے تو فقط ساحل سے دم جیروتر
 کون طواں کے طماحے کھا رہا ہے میں دل،
 حشر بھی نے سب۔ یا الیاں جی نے نت دیا
 میرے طوقاں کیم دیکم دیا نہ دما خورہ خور
 گر کھی حلوٰت میسر ہو تو تو جیہ اللہ سے
 نقشہ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا ابو
 میں کھٹکا ہوں دل بیداں میں کاش کی طرح
 تَوَلُّوْا الدُّهٰنَ الدُّهٰنَ الدُّهٰنَ ۝۱۱

قطعہ

کل اُسے مریدوں سے کہا میرے معان سے
 قیمت میں یہ معنی ہے دیراب سے دو جید
 رہا اب ہے اس قوم کے حق میں مئے امرگ
 جس قوم کے بچے ہیں حوددار و ہسرمد

اداں

اک رات تاروں سے کہا ہم بھرے
 آدم کو بھی دیکھا ہے کسی نے کبھی میدار
 کہے لگا مریخ ادا ہم ہے تقدیر
 ہے میدہی اس تھوٹے سے قسے کو سراوار
 رہو سے کہا اوند کوئی مات نہیں کیا ،
 اس کریم تک کو دے کیا ہم کو سروکار
 ولامہ کامل کہ وہ کوک ہے عیسوی
 تم تک کو مودار ہو وہ دس کو مودار
 واقع ہو اگر لذت میداری تب سے
 ادبھی ہے ثریا سے بھی یہ خاک یرا سرا
 آعرتی میں اس کی وہ تختی ہے کہ جس میں
 کھو جائیں گے اطلاق کے ست مات و تار
 ناگاہ عیا مانگ اداں سے ہوتی لرزے

وہ نعرہ کہہ لے مائے حسرتے دل کہہ لے

قلم

۱۰۱۔ اے بیاں گر جیہ ہمت شوح نہیں ہے
تارید کہ اتر جائے ترے دل میں مری مات
یا دستِ اہلک میں یکسہ مسئل
ماہک کے آغوش میں تسخیر و مہا مات
وہ مدہبِ مردانِ حداثہ گاہِ وحدت
یہ مدہبِ ملّا و محمدات و مائے مات

محبت

مہتدِ محبت نہ کافر نہ غباری
محبت کی زمیں نہ ترکی نہ تازی
وہ کچھ اودھتے ہے محبت نہیں ہے

بکھاتی ہے جو عمر لوی کو اناری
 یہ جوہر اگر کاغذِ ماہیں ہے
 تو ہیں علم و حکمت فقط تیشہ ساری
 نہ محتاجِ سلطان نہ مرغوبِ سلطان
 محنت سے آزادی دے ساری
 ملاحظہ ہو اس قدری سے
 یہ آدم گری ہے وہ آئینہ ساری

ستارہ کا پیغام

مجھے دُعا ہیں سکتی دس کی تاریکی
 مری مرثیہ میں ہے یا کی و مدحِ خانی
 تُو اے مروتِ خودِ جوارحِ اُسیا
 کہ ایسی رات کو داغِ گلے سے تُدانی

حادثہ کے نام ۱

دنوں میں اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ لفظ آئے پر

دیارِ عشق میں ایسا مقام پیدا کر

یا ربانہ سے صبح و شام پیدا کر

خدا اگر دل فطرتِ سماں دے تجھ کو

سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر

اٹھارہ بیٹہ گلاں و گریہ کے احساں

معالِ ہمد سے دیا و نام پیدا کر

من تاجِ تاک تہوں میری عزت میرا اثر

مرے ترے سے لالہ نام پیدا کر

ہر اُطرتی امیری ہیں مقبری ہے

ۛۛۛ حودی نہ بیچ عزیٰ میں نام پیدا کر

فلسفہ و مدہب

یہ آفتاب کیا یہ سیہرہاں ہے کیا،

سمجھا ہیں تسلسلِ تمام و محسوس کوئی؟
 اُیے وطن میں ہوں کہ غریبِ آلاءِ ہوں
 ڈنٹا ہوں دیکھ دیکھ کے اس جنت و درد کوئی
 کھلتا ہیں مرے سفرِ زندگی کا دار
 لاؤں کہاں سے مددہ صاحبِ نظر کوئی
 حیراں ہے تو سلی کہیں آیا کہاں سے ہوں
 رومی یہ سوچتا ہے کہ حائل کہہ کر کوئی؟
 حائل ہوں تھوڑی قدر ہر اکہ و اہر و کے ساتھ
 پہچانتا ہیں ہوں اچھی دہس کر کوئی
 یہ لہریں سے ایک خط

ہم جو گر محسوس ہیں ساحل کے حیدار
 ایک بحرِ ترِ آفتاب و سیار ہے رومی
 تو بھی ہے اسی قافلہٴ سوز میں اقبال
 جس قافلہٴ شوق کا سالار ہے رومی

اس غم کو بھی اس نے دیا ہے کوئی پیغام
 کہتے ہیں تیرا رخ رہ احساں ہے رومی
 حواس

کہ شاید حور و حو انچو حراں
 آہواں بہ دقت حیراں ارعواں
 ہر کہ کاہ حو حور و قراں شود
 ہر کہ نور حو حور و سراں شود
 یولیں کے مزار پر

دار ہے دار ہے تقدیر جہاں تنگ و تنار
 حوش کر دار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے دار
 حوش کر دار سے تشریف کا طلوع
 کہ وہ ابد ہوا حیا کی حرارت سے گدار
 حوت کر دار سے تیور کا سل ہمہ گیر
 یل کے سامنے کاتے ہے لب ابد دار

صفِ جنگِ گاہ میں مرواں حدِ اُکی تکیہ
 حوس کردار سے متی ہے حدِ اُکی آوار
 ہے مگر مرمت کردار نص یا دو نص
 غرض یک دو نص قمر کی تب ہائے دار
 'نماقت مہرل' ماداریٰ خاموتاں است
 حالیا علیہ رگسہد افلاک ابدار

مسیحی

مدّت فکر و عمل کیا ہے دون انقلاب
 مدّت فکر و عمل کیا ہے وقت کا تاب
 مدّت فکر و عمل سے متحدات ہوگی
 مدّت فکر و عمل سے سب خار و لعلِ ناب
 دومتہ آکرے اکر گوں ہو گیا تیرا میر
 ایک ہی ہم ہمہ میداری است یارب یا سبحان

جیٹ بیراں کہیں میں زندگانی کا شروع
 روحاں تیرے ہیں مرد آدھے سیدہ تاب
 یہ محنت کی حرارت اہ قہما اہ سہ سودا
 فصل سکن میں کھیل رہے تھے ہیں یہ حجاب
 لہم ہائے توف سے تیری بقا نمود ہے
 رحمہ دہ کا شطر تھا تیری فطرت کا رباب
 میں یہ کس کی نظر کا ہے کرامت کس کی ہے
 وہ کہ ہے جس کی گہ متل سماع آفتاب

سوال

اک مجلس حود دار یہ کہتا تھا خدا سے
 میں کہہ رہیں سکھا گلہ دردِ بقیہ کبری
 لیکن یہ مایتری احارت سے فرستے
 کہ سے ہیں عطا مرد مرو مایہ کہ میری

بیجا کے دہقاں سے

مٹا کیا تری زندگی کا ہے راز،
 ہر ادوں برس سے ہے تو خاکِ راز
 اسی خاک میں دب گئی تیری آگ
 سحر کی اداں ہو گئی اب تو خاک
 میں ہیں ہے گو خاکیدوں کی رات
 نہیں اس ادھر سے میں آبِ حیات
 دماغ میں ٹھوٹا ہے اس کا بگیں
 جو ایسی حودی کو برکھتا ہیں
 تاں متوب و قسائل کو توڑ
 رُوم رکھ کے سلاسل کو توڑ
 یہی دیں محکم یہی فتحیاب
 کہ دُما میں تو حید ہوئے حجاب
 محاک مدد داسے دل قساں

کہ اس دانہ وارد حاصل تھا

نادر شاہ افغان

صورحتی سے چلائے کہ لولوئے لالا

وہ ارجحی سے رگ کُل ہے قتل نادر نقس

مہت راہ میں دیکھا تو ہو گیا بے تاب

عجب مقام ہے جی جاتا ہے عاؤں برس

سدا مہت سے آئی کہ منتظر ہے برا

ہرات و کابل و غرنا کا سرور دس

سرتکب و بیہ نادرہ داع لالہ قساں

جہاں کہ آتش ادا دگر مرد نہ تھاں

حوتمالی خاں کی وصیت

قائل ہوں ملت کی وحدت میں گم

یہ حوتمالی خاں جبکہ دستورِ مل کا مشہور مل دست شاعر تھا جس نے افغان
کوملوں سے آزاد کرانے کیلئے جنگ کے اعلیٰ قائل کی ایک جمعیت تائیم کی قائل
جس میں مرزا محمد یونس نے آجروم ملک اس کا ساتھ دیا اُس کی تقریباً ایک سو پلوں کا گروہ
ترجمہ شدہ میں لندن میں شائع ہوا تھا۔

کہ ہر نام اعلیٰوں کا بلند
 محنت مجھے اس حوالوں سے ہے
 تاروں یہ جوڑا لیتے ہیں کس
 مغل سے کسی طرح کمتر ہیں
 قہستان کا یہ بچے ارجمند
 کہوں تجھ سے اے بہتیں دل کی بات
 وہ مدنی ہے حق حال حال کو لید
 اڑا کر لائے جہاں یاد کردہ
 مغل شہزادوں کی گھر سمند
 ستاری کا خواب

کہیں سجادہ و عمامہ پہرین
 کہیں تریا بچوں کی حشم خاک
 روائے دین و ملت بارہ یارہ
 قلئے ملک و دولت یکا یک

مرا ایماں تو ہے باقی و رہے
 نہ کھا جائے کہیں تنے کو عاقا ک
 ہوائے شد کی موحوں میں محصور
 مرقہ دھارا کی کھ حاک
 لگڑا گرد حوجیہاں کہ بیم
 ملا انگسری و من بگم
 یکا یک ہل گئی حاک مرقہ
 اٹھا تیمور کی تربت سے اک تہ
 تسق آئید بھتی اس کی سعیدی
 سدا آئی کہ میں ہوں روح تیمور
 اگر محصور ہوں مرداں مٹا مار
 مہیں التہ کی تقدیر محصور
 تقاب زندگی کا کیا یہی ہے
 کٹوراہی ہر تہائی سے ہجور

خودی را سر و سامانے دیگرے وہ
 جہاں را انقلابے دیگرے وہ
 حال و مقام

دل رہے د میدان اگر ہر کو متدیرج
 مددے کو عطا کرتے ہیں ختم نگران اہ
 احوال و مقامات یہ موقوف ہے سب کچھ
 ہر لحظہ ہے ملک کا راں اہ مکہ اہ
 العاط و معانی میں تعادت مہیں لیکن
 نما کی اداں اہ محاسبہ کی اداں اہ
 یہ داسے دونوں کی اسی ایک صا میں
 کرگش کا جہاں اہ ہے تاہن کل جہاں اہ
 الوالعلا شہری

کہے ہیں کہنی گوشت رکھنا تھا شہری

نہ یہ تہر حرم مہیں کہیں کہے سے بیسر الدین دوسری نے راجا متوجہ انداز میں سے
 لعل کیا ہے شہ الوالعلا شہری عربی زبان کو متہورہ ساسرہ

بھل میل یہ کرتا تھا ہمیشہ گدڑاؤں
 اک دوست ٹھہرا ہوا تیرا اے بھیجا
 شاید کہ وہ تاہر اسی ترکہ ہوا
 یہ حواں تو دتا وہ معسری لے خود کی
 کہے لگاؤہ صاحب غمراں و لڑائی
 اے مرنگ بیچارہ دریا یہ تو تار سے
 تراؤہ گہ کیا تھا یہ ہے جی مکانات
 اوسوں مدد اوسوں کہ تباہیں نہ نہاؤ
 دیکھے نہ تری آنکھیں و طرے کے انداز
 تقدیر کے قاسمی کا یہ قتل ہے اول سے
 ہے حمرا معینی کی سر امرگ معافات
 سبھا

وہی ست درویشی وہی ست گری ہے

لے عمراں - راجہ العمراں معری کی ایک بہتر کتاب کا نام
 نہ ارباب اس کے عنوانہ کا مجموعہ

سلیما ہے یا صفت آبدی ہے ؟

وہ صفت نہ تھی تیوہ کا مری تھا

یہ صفت نہیں تیوہ ساحری ہے

وہ عہد تھا اقام عہد کہن کا

یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے

وہ دسیا کی مٹی، یہ ددوح کی مٹی

وہ تہ حاکم حاکم، یہ فاکسری ہے

یہاں کے پیردادوں سے

حاضر ہوا میں یہ مسند کی لحد یہ

وہ خاک کہ ہے زیر ملک مطلق انوار

اس خاک کے بدوں سے ہیں تیرہ ستار

اس خاک میں پڑتیرہ سے وہ صاحب اسرار

گردوں نہ تھکی جس کی جاگیر کے آگے

جس کے لہس گرم ہے گرمی احوار

وہ ہمد میں سرایت ملت کا رنگہاں
 اللہ سے ر وقت کیا جس کو حرداہ
 کی عرصہ یہ میں ہے کہ عطا فقہ ہو محمد کو
 آنکھیں مری بیا ہیں ولیکی ہیں بیدار
 اتنی یہ مدد ملے فقر ہوا مد
 ہیں اہل نظر کتور بچا سکے میرا
 عارف کا ٹھکانہ ہیں نہ جملہ کہ ہمیں
 پیدا کلمہ فقہ سے ہو طرہ دستار
 ماتی کلمہ فقہ سے رہتا ولولہ حق
 طرہ سے جڑ مائے حیات سرکار

سیاست

اس کھیل میں تین مراتب ہے مرد کا
 مہر کی حمایت سے تو دریں میں زیادہ
 بیمار یا زیادہ تو ہے اک چہرہ ماجر

فردی سے بھی یتیدہ ہے تا طر کا ارادہ

فقر

اک فقر بکھاتا ہے میناد کو بھجیری
 اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری
 اک فقر سے توہل میں سبکی دِلگیری
 اک فقر سے مٹی میں حقیقت اکیسری
 اک فقر ہے تیزی اک فقر میں ہے میری
 میراتِ مسلمانی، سدائے تیزی

حدی

حدی کو بہ دے سیم درد کے غم
 ہیں تعلق دیتے سہر کے غم
 یہ کہتا ہے درد کسی دیدہ درد
 غم جس کے سرمہ سے روتی نضر
 دہر دم متدود و حواس

ترابید کہ ہستی ہم گو مد
 خدائی

سودج متا ہے تار در -
 دیا کے لئے روائے لدی
 عالم ہے حموس و مت گویا
 ہرستہ کہ لیب ہے مسوری
 دریا ، کہار ، حاد ، تارے
 کی خانے سراق و ماسوری
 تباہی ہے مجھے علم خدائی
 یہ خاک ہے محمد خدائی
 خالقہ

رہ و ایما اس ریلے کئے مورد ہیں
 اور آتا کھی ہیں مجھ کو سحر ساری کام
 تم مادر اللہ کہہ سکتے مجھے حور صفت ہوئے

حلقہ ہوں میں محاورہ لگئے یا گود کی
اطیس کی عرصہ اشت

کہتا تھا عرارِ دلِ خداوندِ جہاں سے
پر کالہ آتش ہوئی آدم کی کھ حاک
حالِ لاعرقِ مرہ و طوسِ مدی رب
دلِ رعب کی حالت میں حردیختہ و چالاک
مایاک جسے کہتی تھی مشرق کی ستریت
معرب کے نقیہوں کا یہ قریب ہے کہ ہیاک
تجھ کو ہیں معلوم کہ حواء بہستی
دیرانی رحمت کے تصور سے ہیں عمارک
جمہور کے اطمینان ہیں لبابِ ریاست
ماتی بہیں اب میری مردوت تر افلاک
لہو

اگر لہو ہے مد میں تو حوب ہے نہ ہراس

اگر لہر ہے دل میں تو دل ہے بے دوس اس
 ہے بٹایہ مساعِ گراں مہا اس کو
 یہ رسم در سے محنت ہے بے علم اطلاس

یرواز

کہا درخت بے اک زور مرغ صحرائے
 ستم یہ غم کدہ رنگ و ترکی ہے عیاد
 خدا جسے بھی اگر مال و پر حسب کرتا
 تنگستہ اور بھی ہوتا یہ عالم، ایساد
 دیا حباب اسے حب مرغ صحرائے
 غیب ہے داد کو سمجھا ہوا ہے تو عیاد
 جہاں میں لذت بردار حق نہیں اس کا
 وجود جس کا نہیں حدِ خاک سے آزاد
 سنجِ مکتب سے

سنجِ مکتب ہے اک علمدار

حس کی صفت سے دُوحِ انسانی
 بکشتہٗ دلِ بیدیرِ تیرے لئے
 کہہ گیا ہے حکیم قاسمی
 بیتِ حدستید رِ مکتِ دیوار
 خواہی گر محسوسِ حواءِ درانی
 فلسفی

مردِ مال تھا لیکن نہ تھا سُورِ دُغیرِ
 حکمِ سرِ محنت سے بے نصیب رہا
 بھرا عداؤں میں کرگس اگرچہ تباہی دا
 تکارِ رمدہ کی لذت سے بے نصیب رہا
 شاہیں

کیا میں بے اسِ حاکماں سے کبار
 جہاں رت کا نام سے آبِ وداد
 میاں کی طوٹ حوس آتی ہے مجھ کو

ارل سے ہے فطرت مری راہبانہ
 نہ مادِ بہاری، نہ گلِ جیں، نہ گلِ
 نہ میاری، لہو عاتقانہ
 جیانیوں سے ہے یہ پیر لازم
 ادائیں ہیں آل کی بہت دلدانہ
 ہوائے بیابان سے ہوتی ہے کاری
 حواں مرد کی مریت عادیانہ
 حمام و کوتر کا ٹھوکا نہیں میں
 کہ ہے رنگی مار کی راحدانہ
 تھپٹا، یلٹا، یلٹ کر تھپٹا
 لہو گرم زکے کا ہے اک بہانہ
 یہ نورب، نہ تحقیق، جیکروں کی دوا
 مرا میگلن آسمان سے کراہ
 ریدوں کی دیا کا درویش ہوں میں

کہ تاہیں سنا ہیں آستیا

باغی مرید

ہم کہ تو میسر ہیں مٹی کا دیا صی
 گھر ویر کا کلی کے حراعت ہے روش
 متہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے مادہ
 ماسد نماں پختے ہیں کھسے کے رہبر
 مددہ ہیں سود ہے میراں حرم کا
 ہر حرقتہ مالوس کے اندر سے ہستاح
 میرات پیا ئی ہے اہیں مسداہ تاد
 راعول کے تشراف میں عقاول کے لستیں

ہارون کی آخری نصیحت

ہارون نے کہا وقت رحیل ایسے میرے

ہائے گناہی تو بھی اسی راہدے سے
 یوتیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت
 لیکن یہیں پستیہ مسلمان کی نظر سے

ماہر نفسیات

حیات ہے تو افکار کی دیار سے گزر جا
 ہیں کھرودی میں ابھی یوتیدہ حریر سے
 کھتے ہیں اس قلم عاموس کے اسرار
 حب تک تو اسے صرب کیلپی سے سرچیرے

یورپ

ماک میں میٹھے ہیں مدت سے یہدی سوز حار
 جس کی رواہی کے آگے صبح ہے روز بیگ
 خود بخود گرے کو ہے یکے ہوئے بھیل کی طرح

۱۷۵
دیکھئے پڑتا ہے آحر کس کی جھوڑیں مرگ

آزادی افسار

و دوتی بظت سے ہیں لائقِ برباد
اس مرگِ بچارہ کا احاطہ ہے افتاد
ہر سیہ نشیں ہیں حسدِ تل میں کا
ہر فکریہ ہیں طائرِ فردوس کا میلا
اس قوم میں ہے توحیٰ اندیشہ خطرناک
حس قوم کے اراد ہوں ہر سے آزاد
گڑا کر خدا داد سے روش ہے رہا
آزادی افسار ہے اطمین کی ایجاد

ستیر اور تحیر

شیر

ساکن دست و مہر میں ہے تو تک الگ